عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ

جلد: ۴۲ | ۱۱ تا ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق یکم تا ۷ جون ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۲۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے تقاضے

حج بیت اللہ

کارروائی سہ ماہی اجلاس مبلغین

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ایک مجلس میں تین طلاقیں .... پاکستان کا عائلی قانون؟

س:......شوہر نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی ہیں، جس عورت کو طلاق ہوئی وہ اس وقت حاملہ تھی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ:
ا:.... اس طلاق کے بعد نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ۲:.... کیا اس سلسلے میں دوسرے مسلک سے بھی فتویٰ لیا جاسکتا ہے؟ اس فتوے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی، جب کہ میرا تعلق حنفی مسلک سے ہے؟ ۳:.... رجوع کرنے سے متعلق راہنمائی فرمائیں۔ ۴:.... طلاق واقع ہونے کی صورت میں کفالت سے متعلق راہنمائی فرمائیں۔ ۵:.... اب جب کہ طلاق کے کاغذات بنائے جارہے ہیں تو عدالت کی جانب سے تین الگ الگ تاریخیں مانگی جارہی ہیں اور یہ کہا جارہا ہے کہ قانون کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جائے گا۔ اب کیا کیا جائے، کیونکہ شرعاً تو بیوی شوہر کیلئے حرام ہوگئی ہے، البتہ طلاق کے کاغذات نہیں بن پارہے؟

ج:......(۱) صورت مسؤلہ میں شوہر نے اپنی بیوی کو جو ایک ساتھ تین طلاقیں دی ہیں، وہ شرعاً واقع ہوگئی ہیں، اور بیوی اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی ہے۔ آئندہ ان کے درمیان کوئی رجوع نہیں ہوسکتا اور نہ ہی بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ عورت چونکہ حاملہ ہے، اس لئے اس کی عدّت وضعِ حمل ہے، جیسے ہی بچے کی پیدائش ہوگی، اس کی عدت پوری ہوجائے گی۔ اب یہ عورت دوسری جگہ نکاح کرنے میں آزاد ہوگی۔ دوسرا شوہر نکاح کرنے کے بعد اور ازدواجی تعلق قائم کرنے کے بعد اپنی مرضی سے طلاق دیتا ہے یا اس کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کی عدت پوری کرکے یہ عورت آزاد ہوگی، اب اگر چاہے تو پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے۔ (۲) تین طلاقیں دینے کے بعد خواہشاتِ نفس کی وجہ سے اپنے اجماعی مسلک کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کی طرف رجوع کرنا جو تین طلاق بلفظِ واحد کے قائل نہیں ہیں، شرعاً ناجائز اور غلط ہے، ایسا کرنا گناہِ کبیرہ ہے اور اس سے ایمان ضائع ہوجانے کا خطرہ ہے۔ (۳) رجوع کی اب کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (۴) طلاق کے بعد بچہ سات سال کی عمر تک ماں کی پرورش میں رہے گا، سات سال کے بعد باپ اس کو اپنی کفالت میں لے سکتا ہے، اور لڑکی نو سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گی، اس کے بعد باپ اس کو اپنی کفالت میں لے سکتا ہے، مگر نابالغ بچوں کا نان نفقہ ہر حال میں باپ ہی کے ذمے فرض ہے۔ بچوں سے ملاقات کرنے سے روکنا ماں یا باپ دونوں میں سے کسی کے لئے کسی حال میں جائز نہیں، ایسا کرنا ظلم اور گناہِ کبیرہ ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی مناسب وقت مقرر کرکے ملاقات کی جائے تاکہ دوسروں کو زحمت نہ ہو۔ (۵) شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ عائلی قوانین کے بارے میں اپنی کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''پاکستان میں جو عائلی قانون نافذ ہے، یہ ایوب خان کے زمانے میں نافذ کیا گیا، اس وقت سے آج تک علمائے کرام مسلسل بتارہے ہیں کہ یہ قانون اسلامی شریعت کے خلاف ہے اور ایک ساتھ تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں اور بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، ائمہ اربعہؒ اور جمہور اکابر امت نے قرآن کریم اور احادیث نبوی سے یہی سمجھا ہے کہ پاکستان کا قانون اس کے خلاف ہے۔ پس جو لوگ اکابر امت کی تشریح کے مطابق قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اور اللہ ورسول پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو تین طلاق کے بعد حرمت مغلظہ کے ساتھ بیوی کو حرام سمجھیں کہ نہ ایسی بیوی سے رجوع جائز ہے اور نہ دوسرے شوہر کے گھر آباد ہونے کی شرط کے بغیر دوبارہ نکاح ہی ہوسکتا ہے۔'' لہٰذا ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا اور تین الگ الگ تاریخوں کا مطالبہ کرنا شرعاً غلط ہے اور اس پر عمل کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۴۲ ۱۱ تا ۱۷ ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ ،مطابق یکم تا ۷ جون ۲۰۲۳ء شمارہ:۲۱

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

آنحضرت ﷺ سے محبت کے تقاضے	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج بیت اللہ!	۱۱	علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ
کارروائی اجلاس مبلغین ختم نبوت	۱۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
مسئلہ ختم نبوت کی حساسیت (۲)	۱۹	ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا سعید الرحمٰنؒ بہاولپور	۲۶	، ، ، ، ،
مولانا فاروق حیدر عباسی جتوئی، مظفرگڑھ	۲۷	، ، ، ، ،

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۳۷ فصل:.... ۲ھ کے غزوات

غزوۂ عشیرہ: ۴:۔۔۔اسی سال جمادی الاولیٰ میں، اور بقول بعض جمادی الاخریٰ میں، غزوۃ العُشیرہ ہوا۔

عشیرہ: بصیغۂ تصغیر، صحیح قول کے مطابق شین منقوط کے ساتھ، اور بقول بعض سین مہملہ کے ساتھ، ینبع کے بطن میں بنی مدلج کی جگہ کا نام ہے، جو مصری حاجیوں کی منزل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا، اور خود ایک سو پچاس، اور بقولِ بعض دو سو مہاجرین کی معیت میں قریش کے ایک تجارتی قافلے کے تعاقب کی نیت سے نکلے، یہ قافلہ جو شام سے مکہ جارہا تھا، نکل چکا تھا، لہٰذا لڑائی نہیں ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ کا باقی مہینا اور جمادی الاخریٰ کے چند دن وہاں قیام فرمایا، بنو مدلج اور ان کے حلفا سے، جو بنو ضمرہ کے باقی ماندہ لوگ تھے، معاہدہ فرمایا اور صحیح سلامت واپس تشریف لائے۔

غزوۂ بدر: ۵:اسی سال رمضان المبارک میں غزوۂ بدر الکبریٰ ہوا، جسے بدرِ عظمیٰ، بدر الثانیہ، بدر القتال اور یوم الفرقان بھی کہا جاتا ہے، یہ اسلامی تاریخ کا ایک تاب ناک اور عظیم الشان واقعہ ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزّت ورفعت عطا فرمائی، اور کفر اور کفار کا سارا غرور خاک میں ملادیا۔ مقامِ بدر جہاں یہ جنگ ہوئی، حرمین شریفین کے راستے میں مدینہ طیبہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے، جنگِ بدر ۱۷ یا ۱۹ یا ۲۰ ررمضان ۲ ہجری کو ہوئی۔ ۱۷ رکا قول زیادہ صحیح ہے، اور یہ اکثر علماء کا قول ہے، ابنِ عساکر نے اسی کو محفوظ کہا ہے، مدینہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی ۱۱ ررمضان کو بروزِ ہفتہ ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تین سو پچاس مہاجرین وانصار تھے، مشہور ہے کہ بدری صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی، لیکن ان میں آٹھ حضرات حسی طور پر شریکِ بدر نہیں ہوسکے، چونکہ یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بعض ضرورتوں کی بنا پر مدینہ میں رہے تھے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی شرکائے بدر کی طرح غنیمت کا حصہ دیا، اور ان سے فرمایا کہ انہیں بھی شرکائے بدر کا اَجر ملے گا۔ اس لئے وہ شرکائے بدر کی مثل ہوئے اور بدریین میں شمار کیے گئے، ان تین سو تیرہ میں چوراسی مہاجرین اور ۲۲۹ انصار شامل ہیں۔ میں نے ایک رسالے میں، جس کا نام ''النور المبین فی جمع اسماء البدریین'' رکھا ہے، تمام شرکائے بدر کی تفصیل جمع کی ہے، حضراتِ انصار پہلی بار اس غزوہ میں شریک ہوئے، اس سے قبل وہ کسی غزوہ میں نہیں نکلے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر کے لئے ابولبابہ بن عبدالمنذر الانصاری الاوسی کو، جن کا نام بشیر یا رفاعہ تھا، مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ان کو مقامِ روحاء سے واپس کیا تھا۔

رَوحا: مکہ ومدینہ کے مابین، مدینہ شریف سے ۳۶ میل پر ایک مشہور کنواں ہے، جو اَب تک موجود اور مشہور ہے، الحمدللہ کہ ۱۱۳۵ھ میں ہم نے خود بھی اس کی زیارت کی اور اس کا پانی پیا۔ جنگِ بدر میں کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی، جن کے پاس بہت سے گھوڑے، تلواریں اور اسلحہ تھا، نیز ان میں بڑے بڑے بہادر پہلوان اور فنونِ حرب کے ماہر جرنیل تھے، اِدھر مسلمانوں کی طرف اسلحہ، رسد، ساز وسامان اور سواریوں کی قلّت کا یہ عالم تھا کہ پورے لشکر میں دو گھوڑے اور آٹھ تلواریں تھیں، مگر اللہ رَبّ العزّت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ اِسلام کی خاص نصرت فرمائی، ستر صنادیدِ قریش قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے، اور بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا، جیسا کہ حدیث وسیرت کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ اسی سال، غزوۂ بدر میں، اس اُمت کا فرعون ابوجہل بن ہشام، خذلہ اللہ، جہنم رسید ہوا، اس کا ذکر تیسرے باب میں آئے گا، اِن شاء اللہ۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

آنحضرت ﷺ سے محبت کے تقاضے

عوام اور حکمرانوں کے کرنے کا کام!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی

عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے جہاں تمام روحوں سے ایک وعدہ لیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو تمام ارواح نے اقرار کیا کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ اسی نے عالم ارواح میں انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب بھی دوں گا، نبوت بھی عطا کروں گا، پھر آخر میں تمہارے پاس ایک رسول آئیں گے جو تم سب کی تصدیق کریں گے تو تم اس پر ایمان بھی لانا اور اس رسول کی تم مدد بھی کرنا۔ پھر اللہ نے اقرار بھی لیا کہ تم نے اس پر پختہ عہد کیا؟ تو سب نے کہا: ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا: تم بھی گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ لیا تھا کہ جب وہ نبی تمہارے پاس آئے اور تم خود موجود ہو تو تم نے ایمان لانا ہے اور تم نے اس کی مدد کرنی ہے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اللہ کا قانون تو یہ ہے کہ نبی پہلے آتا ہے، امت بعد میں آتی ہے۔ نبی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو جو اس پر ایمان لاتا جاتا ہے وہ امتی بنتا جاتا ہے، لیکن یہاں نبی تو بعد میں آئیں گے، ان کی امت پہلے ہے۔ گویا اس تفسیر کے مطابق تمام انبیائے کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے اور سب نے آپ کی بعثت کا اقرار کیا۔ اسی لئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لمبی زندگی عطا فرمائی، اس دنیا میں تشریف لائے، اپنی نبوت کا پیغام بھی دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمانوں پر اٹھا لیا، آج بھی وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قربِ قیامت آسمان سے اتریں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی عمل کرائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ بات واضح طور پر فرمائی: ''وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ'' (الصف:۶)

ترجمہ: ''اور جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے: اے بنی اسرائیل! میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس، یقین کرنے والا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد، اس کا نام ہے احمد، پھر جب آیا ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر کہنے لگے:

یہ جادو ہے صریح۔‘‘(ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

عالم ارواح میں انبیاء کرم علیہم السلام نے جس نبی پر ایمان لانے کا اقرار کیا، ان کی مدد کا وعدہ کیا، آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتا رہے ہیں کہ اس نبی ورسول کی میں خوش خبری دیتا ہوں کہ وہ میرے بعد آئیں گے، جن کا نام ’’احمد‘‘ ہوگا۔(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی نام ہیں، ننانوے نام امام ترمذی نے نقل کیے ہیں۔صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ نے میرے کئی نام رکھے ہیں، محمد بھی میرا نام ہے، احمد بھی میرا نام ہے، ماحی بھی میرا نام ہے، عاقب بھی میرا نام ہے، حاشر بھی میرا نام ہے اوران تمام الفاظ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تذکرہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔اور یہ بھی علماء نے لکھا ہے کہ زمین پر آپ کا نام محمد اور آسمان والوں کے ہاں آپ کا نام احمد ہے(صلی اللہ علیہ وسلم)۔

ایک علمی نکتہ بھی علماء نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے، ہر ایک نبی کا نام مفرد ہے، مرکب نہیں۔ یعنی دو نام مل کر نہیں، میرا نام ’’محمد اعجاز‘‘ ہے، یہ مرکب ہے۔’’عبداللطیف‘‘ یہ مرکب ہے۔’’محمد صادق‘‘ یہ مرکب ہے، لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے نام مفرد رہے ہیں یعنی اکیلے: آدم، نوح، لوط، صالح، موسیٰ، عیسیٰ، ہارون، الیاس علیہم السلام اور ’’محمد‘‘(صلی اللہ علیہ وسلم)۔تمام انبیاء کے نام مفرد ہیں، اور اگر کوئی اپنا نام مرکب بتاتا ہے تو وہ نبی نہیں ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی کا نام ’’غلام احمد‘‘ ہے تو یہ نبی نہیں ہے، بھائی! نبی کا نام مفرد ہوتا ہے۔نبی لکھنا نہیں جانتا، نبی شعر کہنا نہیں جانتا، نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا، وہ براہِ راست اللہ سے علم لیتا ہے، جو کسی انسان کا متعلم ہو، وہ نبی نہیں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا آپ کی بعثت سے پہلے بہت زیادہ تھا، یہ مدینہ منورہ کی جو آبادی ہوئی ہے، شہر بنا ہے، یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی برکت سے بنا ہے۔ایک بادشاہ تھا: ’’تبع‘‘۔اس کا وہاں سے گزر ہوا، اس کے ساتھ اس زمانہ کے علماء بھی تھے جو آسمانی کتابیں توراۃ و انجیل کو جانتے تھے۔نشانیاں پڑھی ہوئی تھیں، قرائن سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں نبی آخرالزماں آئیں گے۔انہوں نے کچھ لوگوں کی وہاں تشکیل کی کہ تم یہاں رہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت تشریف لائے تھے، مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ۔تو مدینہ کا ہر انصاری صحابی یہ خواہش مند تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائیں، کتنا بڑا اعزاز ہے! اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ اللہ کے حکم کی پابند ہے۔جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا، یہ وہاں جائے گی، وہاں بیٹھے گی۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جہاں گھر ہے، یہ اونٹنی یہاں آ کر بیٹھی۔اس گھر کی کیا تفصیل ہے؟ یہ گھر اس بادشاہ نے بنایا تھا جو یہاں سے گزرا تھا اور یہ دومنزلہ گھر تھا، اس زمانہ میں جہاں یہ تصور نہیں تھا کہ دومنزلہ بھی گھر ہوتا ہے، یہ اس بادشاہ نے بنایا اور کہہ گئے کہ اس میں رہنے کی اجازت ہے، لیکن یہاں وہ نبی آخرالزماں آ کر ٹھہریں گے۔تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی یہاں آ کر بیٹھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور علامات یہود بھی جانتے تھے، عیسائی بھی جانتے تھے، بلکہ انتظار میں تھے اور قرآن کریم میں ہے:

’’وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ‘‘(البقرۃ:۸۹)

ترجمہ: ’’اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے، جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے

کافروں پر، پھر جب پہنچا ان کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اس سے منکر ہو گئے، سولعنت ہے اللہ کی منکروں پر۔‘‘ (ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

ان یہود سے جب کوئی لڑائی لڑتا تو یہ کہتے: ٹھیک ہے! تم ہمیں مار لو، ہمارے ساتھ لڑائی کر لو۔ آخری نبی آئیں گے، ہم ان کا کلمہ پڑھیں گے اور ان کے ساتھ مل کر ہم تمہارے ساتھ جہاد کریں گے۔ ہر یہودی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منتظر تھا، ہر پادری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منتظر تھا۔ جتنے اہل علم تھے، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اس وقت بھی ایک راہب آیا تھا اور اس نے آ کر پوچھا: گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ تو بتایا گیا کہ ہاں! اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور دیکھ کر اس نے چیخ ماری کہ جس نبی کی آمد کا انتظار تھا، وہ آ چکا۔

آپ نے یہ قصہ سیرت میں پڑھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ماں کے پیٹ میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ فوت ہو گئے اور جب چھ سال کے تھے تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ فوت ہو گئیں، مدینہ منورہ کے راستے میں آج بھی ان کی قبر ہے۔ پھر دادا نے پالا، آٹھ سال عمر تھی تو دادا بھی فوت ہو گئے، پھر چچا ابو طالب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی۔

عربوں کی خاندانی کرامت، شرافت اور ثقافت تھی کہ یہ مہمان نواز ہوتے تھے۔ حجاج آتے تھے تو ان کا کھانا پینا اپنے ذمہ لیتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ تو ہر سال کی بات ہے، تو جب یہ مہمانوں کا اکرام کرتے تو ظاہر ہے کہ مقروض ہو جاتے تھے، ابو طالب کثیر العیال تھے، بچے بھی زیادہ تھے، پھر یہ بھی کہ ہم نے حجاج کو کھانا، پانی، ستو وغیرہ کھلانا پلانا ہے، جو ظاہر ہے کہ ہر سال کا معاملہ تھا، یہ مقروض بھی ہو جاتے تھے۔ تو طے ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تجارت میں حصہ لیں۔

تاجروں کے ایک وفد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جا رہے تھے، راستے میں پڑاؤ کیا، ایک راہب نے جو عبادت خانے میں تھا، عالم کہہ لو، بزرگ، اللہ والا کہہ لو۔ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام کیا۔ آپ کی دعوت کی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس بچے کو آگے نہیں لے جاؤ، اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو پہچان کر قتل نہ کر دیں۔ علامتوں سے پہچانتے تھے، بڑا چرچا تھا اور نام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا رکھا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کئی لوگوں نے یہ نام رکھنے شروع کر دیے، جب آپ کی ولادت ہونے لگی تو اس سے پہلے بھی کچھ لوگوں نے ’’محمد‘‘ نام رکھا، محمد کا معنیٰ ہے: ’’تعریف کیا ہوا‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسم بامسمّٰی ہیں۔

جس نے کلمہ پڑھا ہے، ہر مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہے، آپ کی توصیف بیان کرتا ہے، آپ کے فضائل بیان کرتا ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں، کتنا ہی بے عمل کیوں نہ ہو، لیکن وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہے۔ حتیٰ کہ غیر مسلموں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں کیں۔ ہاں! دل میں حسد ہو تو الگ چیز ہے۔ یہود نے حسد کیا، قرآن یہ گواہی دے رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اس طرح پہچانتے تھے جیسے اپنی اولاد کو بندہ پہچانتا ہے کہ یہ میری اولاد ہے، لیکن ایک گروہ ایسا تھا جو جانتے بوجھتے حق کو چھپاتا تھا: ’’اَلَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ‘‘ (البقرۃ:۱۴۶)

ترجمہ: ’’جن کو ہم نے دی ہے کتاب، پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو، اور بے شک ایک فرقہ ان میں سے البتہ چھپاتے ہیں حق کو جان کر۔‘‘ (ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

حتیٰ کہ مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں کرتے تھے، آپ کو امین کہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بعثت کا مقصد ظاہر کیا

تو پھر اپنے بیگانے ہو گئے، دوست دشمن ہو گئے، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’ورفعنا لک ذکرک‘‘ (الم نشرح: ۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انعامات گنوائے جا رہے ہیں۔ اے اللہ کے نبی! کیا ہم نے آپ کے سینے کو نہیں کھول دیا؟ آپ پر جو بوجھ ہے ہم نے اس بوجھ کو آپ پر سے نہیں اتار دیا؟ وہ بوجھ جس نے آپ کی پیٹھ کو جھکا دیا تھا۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند کر دیا۔

آج جہاں اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اذان ہوتب، نماز ہوتب، ذکر ہوتب، دعا ہوتب، جہاں اللہ کا نام آتا ہے، وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں: ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ تشہد پڑھتے ہیں: التحیات للہ والصلوات والطیبات، السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداعبدہ ورسولہ۔

کتنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند ہے۔ روزانہ کتنے لوگ درود شریف پڑھتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے! آج کوئی اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرے تو کیا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کم ہو گی؟ میرے بھائیو! یہ کفار کیوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے ہوتے ہیں، آپ کے خاکے بناتے ہیں، کبھی قرآن کو جلاتے ہیں، کبھی نعوذ باللہ! اذانوں پر پابندی لگاتے ہیں، ڈر کیا ہے؟ ڈر یہ ہے کہ اسلام پھیل رہا ہے، جوق در جوق لوگ اسلام میں آ رہے ہیں۔ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور ان بے چاروں کو ڈر لگ رہا ہے کہ مسلمان یوں بڑھتے رہے تو ہماری حکومتیں چلی جائیں گی، ہمارے مزے ختم ہو جائیں گے اور یہ مسلمان غالب آ جائیں گے۔

قرآن کریم کا مطالعہ کریں! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہمیشہ اللہ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو تو چھوڑ دیا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کسی نے کوئی اشارتاً یا کنایتاً نقص والا کلمہ بھی کہا ہے تو اللہ نے اس کو معاف نہیں کیا۔ ’’إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً‘‘...(الاحزاب: ۵۷) ترجمہ: جو لوگ اللہ کو ایذا دیتے ہیں (حالانکہ اللہ ایذا سے پاک ہے) اور اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، اللہ نے ان پر لعنت کی ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع اللہ نے کیا، لیکن مسلمانوں کی بھی اللہ نے ذمہ داری لگائی ہے۔ مسلمانوں کی ذمہ داری کیا ہے؟ مسلمانو! اپنی جان سے زیادہ محبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے۔ اپنی اولاد سے زیادہ محبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے۔ ایک ایک کا نام لیا اللہ تعالیٰ نے، فرمایا: ’’قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ‘‘....(التوبۃ: ۲۴)

ترجمہ: ’’تو کہہ دے: اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں، اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔‘‘ (ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

یہ صرف مولویوں اور عوام کے لئے نہیں، یہ حکمرانوں کے لئے بھی واضح لفظوں میں اللہ کا پیغام ہے۔ محبت کا معنی صرف تعریف کر لینا نہیں ہے، محبت کا معنی صرف درود شریف پڑھ لینا نہیں ہے، ہر ایک کی محبت کا پیمانہ اس کے اعتبار سے ہے۔ میرے اعتبار سے یہ ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیان کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں آپ لوگوں کو بتلاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک آپ لوگوں کو بتاؤں، آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے اوصاف بتاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد بتاؤں، یہ میرا کام ہے اور عوام کا کام ان باتوں کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے، اور حکمرانوں کی محبت کا انداز یہ ہے کہ اگر کوئی گستاخ کھڑا ہوتا ہے، تو تمہارے پاس قوت ہے، قوت کے ذریعہ اس کا مقابلہ کرو، اس کو جواب دو، اگر یہ حکمران اور اس وقت صرف وہ تقریر کر لیتا ہے، بھئی تقریر تو میرا کام ہے، میرے ہاتھ میں اختیار نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں کر لینا یہ تو عوام کا کام ہے۔ درود شریف پڑھ لینا یہ ہمارا کام ہے۔ حاکم کا کام ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے، اپنی طاقت کے ذریعے، اپنی حکومت کے ذریعے جواب دے۔ اگر یہ جواب نہیں دے گا تو بھائی! پھر انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ جائے اور پھر اللہ کا یہ وعدہ قحط کی صورت میں بھی آتا ہے، اللہ کا یہ وعدہ مہنگائی کی صورت میں بھی آتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع نہ کرنے کی نحوست سے تم سیدھا کام بھی کرنا چاہو، وہ بھی الٹا ہوتا جائے گا، آج یہی کچھ ہو رہا ہے۔

آج مسلمان کیوں ایسا ہوا ہے؟ حال یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے آپ کو دیکھ ہی نہیں رہے، ہم لوگ اندھے بنے ہوئے ہیں اور اس کی مثال جیسے ایک آدمی کے پاس ٹارچ ہے، وہ اسے جلائے تو کتنا اندھیرا کیوں نہ ہو، وہ اس ٹارچ کے ذریعے اپنا راستہ چلتے چلتے منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود اس کو جلائے ہی نہیں، اس سے کام ہی نہ لے تو ظاہر ہے کہ صحیح راستہ بھی اسے نظر نہیں آئے گا۔

قرآن ہمارے پاس موجود ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمارے پاس موجود ہیں، الف سے یا تک، پیدائش سے موت تک ہر مرحلہ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی دی ہے اور ہم اس رہنمائی سے کام نہیں لیں تو پریشانی تو ہوگی، کبھی ہم کسی نظام کو دیکھتے ہیں، کبھی کسی کے نظام کو، نہیں! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’دیکھو! دو چیزیں میں تمہارے اندر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک ان کو تم پکڑے رہو گے صحیح راستے پر رہو گے، منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت ہے۔‘‘

میں آپ سے بھی عرض کرتا ہوں، دین پر عمل کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ کم از کم ہر عمل میں آپ دیکھ لیا کریں کہ میرے نبی کی کیا سنت ہے! کھانا کھاؤ تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا بسم اللہ پڑھ لو۔ یہ تو مشکل نہیں ہے نا۔ پانی پیو تو بیٹھ کر پی لو کہ یہ میرے نبی کی سنت ہے۔ کھانا کھاؤ تو ہاتھ دھو کر کھانا شروع کرو کہ یہ میرے نبی کی سنت ہے، سیدھے ہاتھ سے کھاؤ کہ یہ میرے نبی کی سنت ہے، یہ عمل کرنا آسان ہے۔ یہ صرف مولویوں کے لئے نہیں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور آپ سب کے نبی ہیں۔ اور آپ کے ہر ہر عمل پر چلنا ہر ایک کے لئے آسان ہے۔ ہمیں دو کام کرنے کی ضرورت ہے: ایک تو یہ کہ زیادہ سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا جائے۔ کوئی بھی سنت چھوٹنے نہ پائے، کوشش کرو۔ آج ایک پر عمل کر لیا، کل دو پر کر لیا، پرسوں تین پر کر لیا، روزمرہ کے جو معمولات ہیں، ان سے آپ کے ایمان میں تازگی آئے گی، پھر آپ عمل کریں گے تو آپ کو سرور اور خوشی بھی حاصل ہوگی۔

دوسرا کام یہ کرنا ہے کہ ان کافروں خصوصاً آج کل قادیانیوں اور گستاخ ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ یہ انہیں جواب دینے کا بہترین ہتھیار ہے۔ مفت بھی کوئی دے، مسلمان جس کے اندر ایمان جاگ رہا ہے وہ اسے نہیں لے گا۔ اس مہم کو عوام چلائیں، اپنے بھائیوں کو بتائیں کہ قادیانیوں اور گستاخوں کی مصنوعات کا ہم نے بائیکاٹ کرنا ہے، یہ ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا اظہار ہے۔ اس عمل کو کریں گے تو یہ خود گھٹنے ٹیکیں گے ان شاء اللہ! باقی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، الحمدللہ! اسلام پھیل رہا ہے اور مغرب میں بہت تیزی سے پھیل رہا ہے اور وہاں جو

مسلمان ہورہے ہیں وہ میرے اور آپ جیسے نہیں ہیں، وہ سچے اور پکے مسلمان ہیں۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت نہیں چھوڑتے، وہ ان کفار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تمہاری خباثت کا پتہ ہے، لیکن ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ جیسے صحابہ کرامؓ کا ایمان تھا کہ کوئی صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کوئی بات برداشت نہیں کرتا تھا۔ اس طرح آج ان علاقوں میں مسلمان ہونے والے سچے اور پکے ہیں۔ انہیں کہا جاتا ہے کہ پردہ کرو گے تو اتنے یورو جرمانہ ہوگا، وہ کہتے ہیں کہ جرمانہ دے دیں گے لیکن اس فریضے پر عمل تو کریں گے۔ آپ اسکارف نہیں لے سکتے، لیں گے تو اتنا جرمانہ، وہ کہتے ہیں کہ جرمانہ دینے کے لئے تیار ہیں، اسلام تو ہاتھ سے نہیں جارہا نا۔ ہمارے ہاں کیا ہورہا ہے؟

اللہ معاف فرمائے! ایک ایک چیز کو ہم اپنے ہاتھوں سے ملیامیٹ کررہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو پروٹوکول دے کر ہم باہر بھیج رہے ہیں، نبی کی گستاخ آسیہ مسیح جسے تمام عدالتوں نے سزائے موت کا فیصلہ سنایا، سپریم کورٹ نے حیلے بہانے کرکے اسے رہائی بھی دیدی اور پروٹوکول کے ساتھ فرانس نے اسے اپنی گود لیا ہوا ہے۔ یہ ہمارا کردار ہے! اللہ معاف فرمائے، میرے بھائیو! یہ عذاب ایسے نہیں آتا۔ آج جو مہنگائی ہے، یہ اللہ کی طرف سے عذاب بن کر ہمارے اوپر مسلط ہے۔ توبہ نہیں کریں گے تو اسی طرح بلبلاتے رہیں گے۔ حکمرانوں کو بھی اور عوام کو بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے پھر اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوں گی، اللہ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

قاری محمد قاسم نقشبندیؒ کی وفات

حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشیؒ نقشبندی مجددی کا فیض دنیا میں بہت پھیلا، ہزارہا انسانوں کو اللہ پاک نے ان کی برکت سے ذکروفکر کی توفیق نصیب فرمائی اور دسیوں حضرات خلافت سے نوازے گئے۔ حضرت مسکین پوریؒ کے خلفائے کرام میں سے ایک اہم خلیفہ حضرت عارف باللہ حافظ محمد موسیٰ نقشبندیؒ جلال پوری رحمہ اللہ تھے، حضرت حافظ صاحب کو اللہ پاک نے کئی ایک فرزندان گرامی سے نوازا۔ ان کے فرزندان گرامی میں سے ایک فرزند محترم حضرت قاری محمد اسماعیل نقشبندی تھے، حضرت قاری محمد اسماعیلؒ کو اللہ پاک نے آٹھ فرزندان سے نوازا۔ حضرت حافظ محمد موسیٰؒ نے ۱۹۵۶ء میں بلال چوک پرانا شجاع آباد روڈ ملتان پر ایک مرکز تعمیر کرادیا۔ اللہ پاک کی قدرت سے حضرت حافظ صاحبؒ ایک سال بعد ۱۹۵۷ء میں رحلت فرماگئے۔ اس مرکز کا مہتمم وانچارج قاری محمد اسماعیل جلال پوریؒ کو مقرر کیا۔ آگے قاری محمد اسماعیلؒ کو پروردگار عالم نے آٹھ بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ ان محترم فرزندان میں سے ایک فرزندار جمند مولانا قاری محمد قاسم نقشبندیؒ تھے۔ آپ نے جامعہ قاسم العلوم ملتان سے دورۂ حدیث کیا۔ یہ دور مدرسہ قاسم العلوم کا سنہری دور شمار ہوتا تھا۔ ادارہ کا اہتمام مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے ہاتھوں میں تھا اور مدرسہ قاسم العلوم کا طوطی بولتا تھا۔ سیکڑوں طلبہ کرام تعلیم حاصل کررہے تھے۔ قاری محمد قاسمؒ نے ۷۷-۱۹۷۶ء میں دورہ حدیث اور اپنے والد محترم کے مرکز واقع بلال چوک ملتان جامعہ موسویہ جامع مسجد الاقصیٰ کا اہتمام وانصرام، مسجد کی امامت وخطابت کا سلسلہ شروع کردیا جو تاحیات جاری رہا، تا آنکہ چند روز قبل دوسری مرتبہ فالج کا اٹیک ہوا۔ ۱۷ر مئی ۲۰۲۳ء کو صبح ساڑھے دس بجے جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ اسی روز رات آٹھ بجے ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت آپ کے بڑے بیٹے اور جانشین مولانا محمد موسیٰ کاظم سلمہ نے کی۔ جس میں سیکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی۔ ان کے منجھلے صاحبزادے مولانا مفتی محمد عیسیٰ ہاشم اور چھوٹے زین العابدین ہیں، ان میں سے بڑے بیٹے مولانا محمد موسیٰ کاظم کی جانشینی کا اعلان کیا گیا۔ مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور خدام ختم نبوت سے بہت محبت فرماتے، راقم بھی سال میں ایک جمعہ اور کئی مرتبہ ان کی مسجد میں درس دیتا رہا ہے۔ اللہ پاک آپ کی کامل مغفرت فرمائے، آمین یا الٰہ العالمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

حج بیت اللہ!

حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے یوں تو ہر عبادت کے لیے قدم قدم پر رحمت وعنایت اور اجر وثواب کے وعدے فرمائے ہیں۔ نماز وزکاۃ اور روزہ و اعتکاف وغیرہ سب پر جنت اور جنت کی بیش بہا نعمتوں کے وعدے ہیں، لیکن تمام عبادات میں ’’حج بیت اللہ‘‘ کی شان سب سے نرالی ہے۔ حج گویا دبستانِ عبدیت کا آخری نصاب ہے جس کی تکمیل پر بارگاہِ عالی سے رضا وخوشنودی کی آخری سند عطا کی جاتی ہے: کتنے عجیب انداز سے فرمایا گیا ہے:

’’والحج المبرور لیس لہ جزاء إلا الجنۃ۔‘‘ (مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الاول ص:۲۲۱، ط:قدیمی)

ترجمہ: ’’اور حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے۔‘‘

گویا حج مبرور ایک ایسی عالی شان عبادت ہے کہ بجز جنت کے اس کا اور کیا بدلہ ہوسکتا ہے! حج مبرور جس کا بدلہ صرف جنت ہی ہوسکتی ہے، اس کی تشریح یہ ہے کہ اس میں گناہ کی آلودگی اور ریاکاری کا شائبہ نہ ہو، یعنی تمام سفر حج میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے آدمی بچے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج کیا جائے، بلاشبہ اس شرط کا نبھانا بھی بہت مشکل ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل ہی سے ہی مشکل مرحلہ طے ہوسکتا ہے۔ عشق ومحبت کا سفر حج کی ظاہری صورت بھی عجیب وغریب ہے اور اس میں غضب کی جاذبیت ہے، قدم قدم پر عشق ومحبت کی پُربہار منزلیں طے ہوتی ہیں، سب سے بڑے دربار کی حاضری کا قصد ہے، دل میں دیارِ محبوب کی آرزوئیں مچلتی ہیں، سفر طویل ہے، حلال وطیب توشۂ سفر کا اہتمام کیا جارہا ہے، نیک اور صالح رفیق کی تلاش ہورہی ہے، چشم پرنم کے ساتھ عزیز واقارب سے رخصت ہورہے ہیں، لین دین کا حساب باق کیا جارہا ہے، حق حقوق کی معافی طلب کی جارہی ہے، کوشش یہ ہے کہ اس دربار میں حاضر ہوں تو کسی کا معمولی حق بھی گردن پر نہ ہو، لیجیے! روانگی کا وقت آیا، غسل کر لیجئے اور دوسفید نئی چادریں پہن لیجئے، گویا انسان خود اپنے ارادہ واختیار سے سفر آخرت پر روانہ ہورہا ہے، پہلے غسل سے بدن کے ظاہری میل کچیل کو صاف کرتا ہے اور پھر کفن کی چادریں اوڑھ کر دوگانہ احرام ادا کرتا ہے، اس طرح گویا توبہ وانابت سے دل کے میل کچیل سے اپنے باطن کو پاک صاف کرتا ہے اور ظاہری وباطنی نظافت کے ساتھ شاہی دربار میں نذرانۂ عشق ومحبت پیش کر نے کا عہد کرلیتا ہے۔ ارحم الراحمین نے دعوت دے کر بلایا ہے اور شاہی دربار سے بلاوا آیا ہے، یہ فوراً بیت اللہ الحرام کے شوقِ دیدار میں اس دعوت پر ’’لبیک اَللّٰھم لبیک‘‘ (میں حاضر ہوں، اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں) کا نعرہ بلند کرتے ہوئے مستانہ وار سوئے منزل روانہ ہوجاتا ہے۔ یہ اس والہانہ وعاشقانہ عبادت کی ابتدا ہے۔ زیب وزینت کے تمام مظاہر ختم، راحت و آسائش کے تمام تقاضے فراموش، نہ سر پر ٹوپی، نہ پاؤں میں ڈھب کا جوتا، نہ بدن پر ڈھنگ کا کپڑا، دیوانہ وار رواں دواں منازل عشق طے کرتا ہوا جارہا ہے، دیارِ محبوب کی دھن میں بادہ پیمائی ہورہی ہے۔

در بیاباں ز شوقِ کعبہ خواہی زد قدم
سرزنشہا گر کند خارِ مغیلاں غمخور

پہنچتے ہی مرکز تجلیات (کعبہ) پر نظر پڑی تو بے ساختہ دارِ محبوب کا طواف کرتا ہے، بار بار چکر لگاتا ہے، حجرِ اسود جو ’’یمین اللّٰہ فی الأرض‘‘ کی حیثیت رکھتا ہے اس کو چومتا ہے، آنکھوں سے لگاتا ہے، ملتزم سے چمٹتا ہے، زار و قطار روتا ہے، گویا زبانِ حال سے کہتا ہے:

نازم بچشمِ خود کہ روئے تو دیدہ است
رفتم بپائے خویش کہ بکویت رسیدہ است
ہزار بار بوسہ زنم من دستِ خویش را کہ
بدامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

اس بے خود عاشق زار کو جو قلبِ تپاں اور جگر سوزاں لے کر آیا تھا، پہلی مہمانی کے طور

پر آبِ زمزم کا تحفۂ شیریں پیش کیا جاتا ہے، جس سے تسکین قلب بھی ہوگی اور جگر کی پیاس بھی بجھے گی اور حکم ہوتا ہے کہ جتنا پانی پیا جاسکے پی لے، خوب دل ٹھنڈا کر لے، کوئی کسر نہ چھوڑے۔ یہاں سے فارغ ہوکر صفا و مروہ کے درمیان چکر لگاتا ہے، پھر منیٰ پہنچتا ہے، پھر اس کے آگے عرفات کا رخ کرتا ہے۔ آج وادیٔ عرفات سچ مچ ہنگامۂ محشر کا منظر پیش کررہی ہے، حیرت انگیز اجتماع ہے، رنگا رنگ مختلف شکلیں، مختلف زبانیں، بوقلموں مناظر۔ یہ سب رب العالمین کے دربارِ قدس کے مہمان ہیں۔ یہ شاہی دربار میں عبدیت وبندگی، ضعف وبے کسی، عجز و درماندگی اور ذلت و مسکنت کا نذرانہ پیش کریں گے اور رضا و مغفرت، فضل واحسان اور انعام واکرام کے گوہرِ مقصود سے جھولیاں بھر کر لے جائیں گے۔ اپنے لیے، اپنے اعزہ واقارب اور دوست احباب کے لیے آج جو کچھ مانگیں گے نقد ملے گا۔ زوال ہوا تو ہر چہار طرف سے آہ وبکا کا شور برپا ہوا، اس کی آواز بھی اس حیرت انگیز طوفانِ گریہ وزاری میں ڈوب گئی، شام تک کا سارا وقت اسی عالم تحیر میں گزارتا ہے، کبھی خوب رو رو کر مانگتا ہے، کبھی ''لبیک أللّٰھم لبیک'' کا نعرہ لگاتا ہے، کبھی تکبیر کی گونج سے زمزمہ آرا ہوتا، کبھی تہلیل سے نغمہ سرا ہوتا ہے، کبھی ''لا إلٰہ إلا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ'' سے وحدانیت و ربوبیت کی صدائیں بلند کرتا ہے، عابد ومعبود کا یہ تعلق کتنا دلربا ہے؟ اور بندگی وسرافگندگی کا یہ منظر کس قدر حیرت افزا ہے؟ آفتاب غروب ہوا اور اس دشت پیمانے بوریا بستر باندھ مزدلفہ کا رخ کیا، شب بیداری وہاں ہوگی، مغرب وعشاء کی نماز وہاں پڑھی جائے گی۔ اظہارِ آدابِ بندگی میں کچھ کسر باقی رہ گئی ہے تو وہاں نکالی جائے گی، کبھی رکوع وسجود ہے، کبھی وقوف وقیام ہے، کبھی تہلیل وتکبیر ہے، کبھی تسبیح وتلبیہ ہے۔ گریہ وزاری، دعا ومناجات اور تضرع وابتہال کا نصاب پورا ہوا تو کامیابی و کامرانی کی نعمت سے سرشار ہوکر وہاں سے منیٰ کو چلا۔ دشمنِ انسانیت، عدوّ مبین، راندۂ بارگاہ، ابلیس لعین کی سرکوبی کے لیے جمرہ کی رمی کی۔ خلیل وذبیح (علیٰ نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام) کی سنتِ قربانی کی یادتازہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام پر قربانی دی اور رضائے محبوب کے لیے جان ومال کے ایثار وقربانی کا عہد تازہ کرلیا، وہاں سے بارگاہِ قدس کے مرکز انوار کی زیارت کو چلا اور طوافِ کعبہ کے انوار وبرکات سے دیدہ و دل کی تسکین کا سامان کیا۔ الغرض اس عاشقانہ ووالہانہ عبادت میں دیوانہ وار ایثار وقربانی اور عبدیت وفنائیت کا ریکارڈ قائم کرلیتا ہے اور تجلیاتِ ربانی کے انور وبرکات سے سراپا نور بن جاتا ہے اور رحمت ورضوان کے تحفوں سے مالا مال ہوکر اور استحقاقِ جنت کی آخری سند لے کر اپنے وطن کو واپس لوٹتا ہے۔ اس طرح بندہ بندگی کا ثبوت دے کر جنت و رضوان الٰہی کی نعمتوں سے سرفرازی کے تمغے وصول کر لیتا ہے: ''والحج المبرور لیس لہٗ جزاء إلا الجنۃ'' کے آخری انعام سے مطمئن ہوجاتا ہے۔

دیکھئے! کس انداز سے عشق ومحبت کی منزلیں طے کی گئیں اور کس کس طرح شاباشوں سے نوازا گیا!!!

یہ اس عاشقانہ وعارفانہ عبادت کا بہت ہی مختصر سا نقشہ ہے۔ سفرِ عشق میں امتحان ظاہر ہے کہ مقصد بہت ہی اعلیٰ ہے، اس لیے کبھی کبھی اس مقصد کے حصول کے لیے امتحان بھی ناگزیر ہوتا ہے، مدتوں کے جمے ہوئے تہ بر تہ زنگ وغبار کو دور کرنے کے لیے شدید تنقیہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ کبھی جان پر امتحان آتا ہے، کبھی مال پر، کبھی رفقاء سے تنہا کرا کر تڑپایا جاتا ہے، کبھی پٹوا کر رُلایا جاتا ہے، کبھی ہر آسائش وراحت چھین کر آخرت کی آسائش و راحت کی نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ بہرحال یہ راز سربستہ کسی کے بس کی بات نہیں، شانِ ربوبیت کے کریمانہ کرشمے ہیں، شانِ صمدیت کا ظہور ہے اور ارحم الراحمین کی رحمت خفیہ کے شیون ہیں۔ رحمت الٰہی کا ظہور کبھی بصورتِ رحمت ہوتا ہے، کبھی بشکل زحمت، کسی کو چوں و چرا کی گنجائش نہیں۔ یہ وہ مقام ہے کہ عارفین جو دریائے معرفت کے غوطہ زن ہیں وہ بھی سرِ حیرت جھکا کر خاموش ہیں۔ صبر آزما امتحان لیا جاتا ہے، کبھی جوع وخوف سے، کبھی انفس واموال زیر امتحان ہوتے ہیں، رضا بالقضاء کے لیے مجاہدہ کرایا جاتا ہے اور مہربانی اور شاباش کی بارش ہوتی اور آخر میں جنت کی سند مل جاتی ہے اور ''والحج المبرور لیس لہٗ جزاء إلا الجنۃ'' کا تحفہ عطا کیا جاتا ہے، بلاشبہ عبدیت کا ظہور اور شانِ عشق ومحبت کا مظاہرہ جس طرح حج بیت اللہ الحرام میں ہوتا ہے کسی اور عبادت میں نہیں ہوتا۔

☆☆ .... ☆☆

کارروائی سہ ماہی اجلاس مبلغین

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۷/اپریل ۲۰۲۳ء کو دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا، اجلاس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں۔ پہلی نشست صبح ۸ بجے سے بارہ بجے تک ہوئی، جس کی صدارت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔ دوسری نشست کی صدارت محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔

اجلاس میں درج ذیل حضرات نے شرکت کی: مولانا اللہ وسایا، مولانا وسیم اسلم، مولانا محمد انس، محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد ابرار شریف حیدرآباد، مولانا مختار احمد میر پور خاص، مولانا محمد حنیف سیال تھرپارکر، مولانا محمد فاروق خیر پور میرس، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا ظفر اللہ سندھی لاڑکانہ ڈویژن، مولانا محمد حسین ناصر سکھر ڈویژن، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا ارشاد احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا توصیف احمد چناب نگر، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ وقصور، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا شرافت علی نارووال، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا حمزہ لقمان مظفر گڑھ، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد طارق راولپنڈی، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد سلمان ساہیوال، مولانا محمد نعیم بھکر، مولانا مفتی خالد میر آزاد کشمیر، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا محمد اویس کوئٹہ شریک ہوئے۔

مندرجہ ذیل مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی: مولانا مفتی عبدالشکور وفاقی وزیر مذہبی امور اور مولانا سعید الرحمٰن بہاولپور، مولانا حیدر عباسی ابن مولانا محمد یحییٰ عباسی جتوئی، والدہ محترمہ قاری اکرام الحق امیر مجلس مردان، قاری عبدالقادر چاچڑ پنوعاقل کے بھائی قاری محمد عبداللہ، مولانا محمد اسماعیل پنور ٹنڈو غلام علی، مولانا جلال الدین تھرپارکر، حاجی پیر بخش نواب شاہ سندھ، محمد حسن عباسی راولپنڈی، والدہ محترمہ مولانا راشد مدنی رحیم یار خان، پیر جی قاری انیس الرحمٰن چیچہ وطنی، مولانا حافظ محبوب احمد لانگ چھلور ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا غلام مرتضیٰ وہاڑی، حافظ محمد انور غلہ منڈی بہاول پور، محمد یونس برادر محمد یوسف خانقاہ سراجیہ کندیاں، مولانا عبدالغفار کلروالی مظفر گڑھ، برادر کبیر مولانا سیف اللہ خالد چنیوٹ، مولانا محمد طلحہ میلسی، مولانا شیر عالم مدرس مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے بھائی، مدرسہ ختم نبوت کے طالب علم حافظ محمد حسنین۔ فاتحہ خوانی کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دعائے مغفرت کرائی۔ کُل پاکستان ختم نبوت کورس کی رپورٹ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے پیش کی، جس میں چھ سو کے قریب علما، طلبہ اور عصری تعلیمی اداروں کے اسٹوڈنٹس نے شرکت کی، جنہیں پڑھائی جانے والی کتابوں کے علاوہ تقریباً دس لاکھ کی کتابیں مفت دی گئیں۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ آنے والی سہ ماہی میں جلالپور پیر والا ملتان، کوئٹہ، نواب شاہ، حیدرآباد میں بڑی بڑی کانفرنسوں کے علاوہ ملک بھر میں تقریباً ایک سو تحصیلوں میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں، جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا راشد مدنی، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد طیب کے علاوہ مختلف جماعتوں کے راہنماؤں کو کانفرنس میں خطاب کی دعوت دی جائے۔

اجلاس میں، ایک لادین سیاسی جماعت کے سربراہ کے والدین کو نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور اس جماعت کے لیڈر خاموش رہے، اس کی پُرزور مذمت کی گئی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ دینی مدارس میں

تعلیمی سلسلہ شروع ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً مبلغین مجلس مدارس میں خطاب کریں اور طلبہ کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی سنگینی اور ملک وملت دشمنی سے آگاہ کریں۔

مرزا جہلمی کو پرموٹ کیا جارہا ہے اور اس جاہل اعظم کو مختلف چینلز اپنے پروگراموں میں مدعو کررہے ہیں اور اس کی خرافات سے انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ایسے ملحد اور لادین عناصر کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

قادیانیت سمیت لادین عناصر کا ٹارگٹ اور میدان عصری تعلیمی ادارے ہیں۔ مبلغین سرکاری وغیر سرکاری عصری تعلیمی اداروں میں لیکچروں کا اہتمام کریں۔

اجلاس کو بتلایا کہ مرکز چناب نگر میں واٹر پلانٹ لگا دیا گیا ہے، جس کا ایک نلکا باہر ہوگا تاکہ اہالیانِ مسلم کالونی اور مسافر فائدہ اٹھاسکیں۔

جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے مشرقی لیٹرینوں کے اوپر شوریٰ کے فیصلے کے مطابق دوسری منزل زیر تعمیر ہے تاکہ کانفرنس کے موقع پر احباب کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ آئندہ سہ ماہی اجلاس ۲۱/ ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۹/ جولائی ۲۰۲۳ء بروز اتوار ہوگا۔ احباب ۸/ جولائی بروز ہفتہ شام تشریف لائیں۔

☆☆ .... ☆☆

حافظ منیر احمد ٹالہی، سندھ

ٹالہی میں قادیانی ایک عرصہ سے آباد ہیں۔ وہاں بریلوی احباب کی مسجد ہے، جو قادیانیوں کے خلاف بیان کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سابق مبلغ مولانا عبدالرؤف جتوئیؒ کافی عرصہ کنری سندھ میں بھی مبلغ رہے، انہوں نے بتلایا کہ ایک مرتبہ ہم ٹالہی گئے۔ بریلوی دوستوں نے ہمیں مسجد میں بیان نہ کرنے دیا تو قریب ہی ایک ملنگ کا ڈیرہ تھا۔ ہم نے ملنگ کو مرزا قادیانی کی کتابوں سے وہ حوالہ جات دکھلائے جس میں حضرت خاتون جنت، سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراؓ، خلیفہ راشد دامادِ مصطفیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کی گئی تھی، تو ملنگ نے کہا کہ میرے لائق خدمت؟ ہم نے کہا کہ اس علاقہ میں ختم نبوت پر جلسہ کرنا چاہتے ہیں، اس نے کہا کہ میرا ڈیرہ حاضر ہے اور اس نے اپنے کارندے گھوڑوں پر بھیج کر اطلاعات پہنچائیں اور ملنگ کے ڈیرہ پر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ہمارے ایک سندھی مبلغ تھے، مولانا محمد عبداللہ کی معیت میں راقم کا ٹالہی کا سفر ہوا۔ مسجد میں بیان ہوا، اگلے دن ہمارا ٹالہی سے کنری کا سفر تھا، چھوٹی لائن پر ریل چلتی تھی، اس پر سوار ہوئے تو سندھی حضرات نے ہمارے لئے سیٹیں بنادیں، ہم بیٹھے تو سندھی حضرات نے کہا کہ یہ ایک آدمی حیدرآباد سے گاڑی پر سوار ہوا اور بیٹھتے ہی کہا کہ ہم (قادیانی کا ذکر) بخاری شریف میں آتا ہے، ہم مسلمان ہیں۔ آتش جوان تھا تو راقم نے اس سے گفتگو کرنا شروع کردی۔ راقم کے ساتھی محمد عبداللہ نے مجھے روکا اور کہا کہ اس سے گفتگو نہ کریں، کیونکہ کنری میں قادیانی زورآور ہیں۔ ہماری بے عزتی کریں گے، راقم نے کہا کہ ایک طرف ہماری بے عزتی، دوسری طرف ان سواریوں کے متاثر ہونے اور گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ انہیں گمراہی سے بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ راقم نے کہا کہ اگر بخاری شریف کی کوئی حدیث جس میں لکھا ہوا ہو کہ چودھویں صدی میں ایک آدمی مرزا غلام احمد نبوت کا دعویٰ کرے گا اور مسلمان ہوگا، ہمیں تسلیم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوگی۔ حدیث پڑھ دیں، کہنے لگا کہ اس کا مفہوم یہ ہے، نہیں! حدیث پڑھیں، اس کا ترجمہ یہ ہے، حدیث پڑھیں۔ حدیث تو تھی نہیں، اس طرح اللہ پاک نے سامعین کو اس کی گمراہ کن گفتگو سے بچالیا اور سندھی حضرات نے ہمارا شکریہ ادا کیا۔ ایک مرتبہ پھر جانا ہوا تو بیان کی بات آئی تو مسجد انتظامیہ کی فرقہ پرستی ہمارے سامنے تھی۔ راقم نے اپنے احباب سے کہا کہ شجاع آبادی سے ہمارے پیر صاحب آئے ہیں، تھوڑی دیر بیان کریں گے اور ذکر کرائیں گے۔ اس وقت حافظ منیر احمدؒ اور پٹھان دوستوں کا اصرار تھا کہ ہم نے ختم نبوت کے عنوان سے آپ کا تعارف کرانا ہے اور بیان کرانا ہے۔ راقم نے اپنا تجربہ بتلایا لیکن پٹھان احباب مصر تھے کہ ہم نے مجلس کے عنوان سے تعارف اور ختم نبوت کا بیان کرنا ہے۔ وہی ہوا جس کا خدشہ تھا کہ مسجد انتظامیہ نے بیان نہ کرنے دیا۔ حافظ منیر احمدؒ رفقاء کی مساعی جمیلہ کام آئیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ٹالہی میں اپنی مسجد اور مرکز بنایا۔ شہیدِ ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ تشریف لائے اور حافظ صاحب کو ۲۰۰۴ء میں مجلس اور مسجد کا خزانچی مقرر کیا اور وہ پوری زندگی عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری اور مسجد و دفتر کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ ۱۰/ مارچ جمعۃ المبارک اپنی مسجد میں ادا کیا۔ پہلی رکعت کھڑے ہوکر پڑھی اور دوسری رکعت میں تکلیف کا احساس ہوا تو بیٹھ کر نماز مکمل کی۔ آپ کا ایک ہی بیٹا ہے اور وہ پاکستان آرمی میں ملازم ہے۔ محمد معاویہ اسی نے انہیں سنبھالا دیا اور گھر لے گیا، علاج معالجہ کرایا، عام تکلیف نہ تھی بلکہ دل کی تکلیف تھی۔ علاج معالجہ جاری رہا تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور یہ مردِ مجاہد ۱۳/ مارچ ۲۰۲۳ء کو راہی ملک عدم ہوا۔ ۶۵ اور ۷۰ کے درمیان عمر ہوگی، انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا محمد معاویہ اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ ۱۳/ مارچ جامع مسجد ختم نبوت ٹالہی کے امام حافظ منظور احمد کی اقتدا میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور ٹالہی کے مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں رحمت حق کے سپرد کیا گیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

''صُوَرٌ مِنْ حَیَاۃِ الصَّحابَۃ'' زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت نعمان بن مُقرِّن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ ہدایت پر تھے۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

قبیلہ بنو مزینہ کی بستیاں یثرب کے قریب اس راستے پر واقع تھیں، جو مدینہ اور مکہ کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لا چکے تھے اور آنے جانے والوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات برابر مزینہ والوں تک پہنچتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ رات کے وقت رئیس مزینہ نعمانؓ بن مقرن اپنی مجلس میں اپنے بھائیوں اور قبیلہ کے دوسرے سربرآوردہ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''خدا کی قسم! اب تک محمد کی شخصیت کے بارے میں صرف خیر اور بھلائی کی باتیں ہی ہمارے علم میں آئی ہیں اور ان کی دعوت کے متعلق ہم نے اب تک صرف رحمت ومرحمت اور احسان وعدل کی باتیں ہی سنی ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ ان کی دعوت کو قبول کرنے میں دیر کررہے ہیں، جب کہ دوسرے لوگ تیزی کے ساتھ اس کی طرف لپک رہے ہیں۔''

انہوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: ''میں خود صبح تڑکے ان کے پاس جانے کا فیصلہ کرچکا ہوں، تم میں سے جو لوگ میرے ساتھ چلانا چاہیں وہ تیار ہوجائیں۔''

نعمان کی یہ باتیں حاضرین مجلس کے دلوں میں گھر کرگئیں۔ انہوں نے صبح کو دیکھا کہ ان کے دسوں بھائی اور بنو مزینہ کے چار سو سوار ان کے ساتھ مدینہ جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے اور اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ مگر نعمان کو اتنے بڑے وفد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے کوئی ہدیہ ساتھ لیے بغیر خالی ہاتھ جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں شرم محسوس ہورہی تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ حالیہ خشک سالی نے جو ابھی جلدی بنو مزینہ پر گزری تھی، ان کی تمام فصلوں اور مویشیوں کو تباہ کرڈالا تھا، پھر بھی انہوں نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے گھروں کے چکر لگائے اور ان تمام بکریوں کو اکٹھا کیا جو قحط سے بچ گئی تھیں۔

وہ انہیں اپنے آگے ہانکتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ نعمان بن مقرن اور ان کے ساتھ والوں کے مسلمان ہونے کی خبر سن کر مدینے میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسرت وشادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ اس لئے کہ اب تک عرب کے کسی ایک گھر کے گیارہ سگے بھائیوں اور ان کے ساتھ چار سو سوار بیک وقت دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت نعمان بن مقرن کے مسلمان ہونے کی وجہ سے بے حد خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بکریوں کو قبول فرمالیا اور ان کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت نازل فرمائی:

''وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ

اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُولِ أَلَآ إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰہُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللّٰہَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ" (التوبہ:۹۹)

ترجمہ: "اور انہی بدوؤں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کا اور رسول کی طرف سے رحمت کی دعائیں لینے کا ذریعہ بتاتے ہیں، ہاں! وہ ضرور ان کے لئے تقرب کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا، یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔"

حضرت نعمان بن مقرنؓ پرچم رسول کے زیر سایہ آگئے اور وہ کسی تاخیر اور کوتاہی کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوتے رہے، اور جب خلافت کی ذمہ داریاں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اوپر آن پڑیں تو انہوں نے اور ان کے قبیلہ مزینہ نے خلوص و ایمان کے ساتھ ان کا ساتھ دیا اور فتنۂ ارتداد کے استیصال میں اہم اور مؤثر کردار ادا کیا اور پھر جب حضرت عمر ابن خطابؓ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو ان کے دور میں بھی انہوں نے ایسی ایسے کارہائے نمایاں انجام دیے، جن کے ذکر میں تاریخ ہمیشہ رطب اللسان رہے گی۔

قادسیہ میں ایرانیوں کے ساتھ معرکہ آرائی سے چند روز قبل لشکر مجاہدین کے قائد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اسلام کی دعوت پہنچانے کے لئے حضرت نعمان ابن مقرنؓ کی قیادت میں ایک وفد کسریٰ یزدگرد کے پاس بھیجا، جب یہ وفد ایران کے دارالسلطنت مدائن پہنچا تو اس نے دربارِ شاہی میں داخلے کی اجازت چاہی۔ کسریٰ نے انہیں اجازت دی، پھر اپنے ترجمان کو بلا کر اس سے کہا: "ان سے دریافت کرو کہ تم ہمارے ملک میں کس غرض سے آئے ہو اور کس چیز نے تمہیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر اکسایا ہے؟ شاید تم لوگوں کے اندر ہمارے ملک پر حملہ کرنے کی جرأت اور اس پر قبضہ کرنے کی خواہش اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ ہم اپنی مصروفیات کے باعث تمہاری طرف سے غافل ہوگئے؟"

حضرت نعمان ابن مقرنؓ نے اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا: "اگر تم لوگ چاہو تو میں تمہاری طرف سے جواب دوں، اور اگر تم میں سے کوئی بولنا چاہتا ہو تو میں اسے اپنے آپ پر ترجیح دوں گا۔"

نہیں، آپ ہی جواب دیں۔ سب نے ایک زبان ہوکر کہا اور پھر ان لوگوں نے کسریٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا: "یہ ہم سب لوگوں کی طرف سے جواب دیں گے۔ تم ان کی باتیں بغور سنو۔"

حضرت نعمانؓ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کے رسول پر درود وسلام بھیجا، پھر کہا: "اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر رحم فرمایا۔ ہمارے پاس ایک رسول بھیجا، جس نے خیر کی طرف ہمارے رہنمائی کی اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا، ہمیں شر سے آگاہ کیا اور اس کے ارتکاب سے روکا اور ہم سے اس بات کا وعدہ فرمایا کہ اگر ہم اس کی دعوت کو قبول کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرمائے گا۔ ہم نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا اور زیادہ مدت نہیں گزری کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تنگی کو کشادگی سے، ہماری ذلت کو عزت سے اور ہماری باہمی دشمنی کو بھائی چارگی اور مرحمت میں تبدیل کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس بات کا بھی حکم دیا کہ ہم دوسرے لوگوں کو بھی اس دین کی دعوت دیں، جس میں ان کی بھلائی کا راز پوشیدہ ہے، انہوں نے ہم کو اس بات کا بھی حکم دیا کہ ہم اس کام کا آغاز اپنے پڑوس کے لوگوں سے کریں۔ اس لئے ہم تم لوگوں کو اس دین میں داخل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں، یہ ایسا دین ہے جس نے ساری بھلائی کی باتوں کی تحسین کی ہے اور ان کی قبولیت پر اُبھارا ہے اور تمام برائیوں کو برائی قرار دیا ہے اور ان سے اجتناب کرنے کی تاکید کی ہے۔ وہ اپنے قبول کرنے والوں کو کفر اور ظلم و جور کی تاریکی سے نکال کر نورِ ایمان اور عدل و انصاف کی روشنی میں داخل کرتا ہے۔ اگر تم ہماری دعوت کو قبول کرلو گے تو ہم تمہارے سامنے اللہ کتاب کو پیش کریں گے اور تم کو اس پر قائم کریں گے تاکہ تم اس کے مطابق حکومت کرو اور پھر ہم تم کو تمہارے حال پر چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے۔ لیکن اگر تم نے خدا کے دین میں داخل ہونے سے انکار کیا تو ہم تم سے جزیہ وصول کریں گے اور اس کے بدلے میں تمہارے حفاظت اور حمایت کریں گے اور اگر تم نے جزیہ دینے سے انکار کیا تو پھر تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔"

یزدگرد حضرت نعمان ابن مقرنؓ کی یہ تقریر سن کر غیظ وغضب سے مشتعل ہوگیا اور بولا: "میں روئے زمین پر کسی ایسی قوم کو نہیں جانتا جو تم سے زیادہ بدبخت، تم سے زیادہ قلیل التعداد اور تم سے زیادہ غیر منظم و بدحال ہو۔ ہم تمہارے

معاملے کو اپنے سرحدی حاکموں کے حوالے کر دیتے تھے جو ہمارے لئے تم سے اطاعت کا عہد لیتے تھے۔‘‘

پھر اس نے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: ’’اگر تم اپنی تنگدستی اور مفلسی کے ہاتھوں مجبور ہوکر ادھر آئے ہو تو ہم تمہارے علاقے میں خوشحالی کے واپس آنے تک تمہاری ضروریات کا بندوبست کردیں گے، تمہاری قوم کے سرداروں کو نوازیں گے اور تمہارے اوپر اپنی طرف سے کسی ایسے شخص کو حاکم مقرر کردیں گے جو تمہارے ساتھ نرمی کرے گا۔‘‘

ارکان وفد میں سے ایک شخص نے اس کی اس بات کا ایسا سخت اور دندان شکن جواب دیا کہ جس کو سن کر اس کے غیظ وغضب کی آگ ازسر نو بھڑک اٹھی، اس نے غصہ سے کانپتے ہوئے کہا:

’’اگر قاصدوں کا قتل غلط نہ ہوتا تو میں تم لوگوں کو قتل کرادیتا۔ اٹھو اور چلے جاؤ یہاں سے۔ اب میرے پاس تمہارے لئے کچھ نہیں ہے اور جاکر اپنے قائد کو بتادینا کہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے رستم کو بھیج رہا ہوں جو اسے اور تم سب کو ایک ساتھ قادسیہ کے خندق میں دفن کر دے گا۔ پھر اس نے مٹی سے بھری ہوئی ایک ٹوکری لانے کا حکم دیا اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ۔’’یہ ٹوکری اس شخص کے سر پر رکھ دی جائے جو ان میں سب سے زیادہ معزز ہے اور انہیں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے شہر کے دروازوں کے باہر نکال دیا جائے۔‘‘

انہوں نے وفد سے پوچھا کہ: ’’تم میں سب سے زیادہ معزز کون شخص ہے؟‘‘

حضرت عاصم ابن عمرؓ نے جلدی سے کہا: ’’میں!‘‘

یزدگرد کے آدمیوں نے مٹی سے بھری ہوئی وہ ٹوکری ان کے سر پر رکھ دی اور وہ اسے لے کر مدائن سے نکل گئے، پھر اسے اپنی اونٹنی پر رکھ کر حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کی خدمت میں لائے اور ان کو اس بات کی خوش خبری دی کہ اللہ تعالیٰ عن قریب مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا اور ایران کی زمین پر ان کو قبضہ دے گا۔

اس کے بعد قادسیہ کا وہ زبردست معرکہ پیش آیا جس نے اس کی خندق کو مقتولین کی لاشوں سے پاٹ دیا، لیکن وہ لاشیں مسلمان فوجیوں کی نہیں، کسریٰ کے لشکریوں کی تھیں۔

قادسیہ کی اس شرمناک ہزیمت اور عبرتناک شکست کے بعد بھی ایرانیوں کے حوصلے پست نہیں ہوئے۔ انہوں نے ازسرنو اپنی منتشر جمعیت کو یکجا کیا اور نئے سرے سے ان کو ترتیب دیا، یہاں تک کہ منتخب اور آزمودہ کار سپاہیوں پر مشتمل ایک بہترین فوج تیار ہوگئی جس کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی۔ جب حضرت عمر فاروقؓ کو ایرانیوں کی ان فوجی تیاریوں کا علم ہوا تو انہوں نے بہ نفس نفیس اس عظیم خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے محاذِ جنگ پر جانے کا ارادہ کیا، لیکن ذی رائے اور سربرآوردہ صحابہ کرامؓ نے انہیں اس ارادے سے باز رکھا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ اس زبردست مہم کو سر کرنے کی ذمہ داری کسی قابل اعتماد شخص کے سپرد کردیں۔

’’تو پھر مجھے کسی ایسے آدمی کے متعلق مشورہ دو جس کو پورے اعتماد کے ساتھ یہ زبردست ذمہ داری سونپی جاسکے۔‘‘ خلیفہ نے فرمایا۔

’’امیر المومنین! آپ اپنی سپاہ کو ہم سے زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں۔‘‘ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا۔

’’خدا کی قسم! میں لشکر مجاہدین کی قیادت ایک ایسے شخص کے سپرد کروں گا جو دو فوجوں میں مڈبھیڑ کے وقت نیزے کی انی سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ لپکنے والا ہے۔ وہ نعمان ابن مقرن مزنی ہیں۔‘‘ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

’’یقیناً وہ اس مہم کے لئے آپ کا مناسب ترین انتخاب ہیں۔‘‘ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت نعمان بن مقرنؓ کو لکھا:

’’اللہ کے بندے عمر بن خطابؓ کی طرف سے نعمان بن مقرن کے نام۔ امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایرانیوں کی ایک زبردست جمعیت تمہارے مقابلے کے لئے نہاوند میں مجتمع ہوئی ہے۔ جب میرا یہ خط تم کو ملے تو لشکر مجاہدین کو اپنے ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اس کی نصرت وتائید پر اعتماد کرتے ہوئے، ان کے مقابلے کے لئے روانہ ہوجاؤ اور دیکھو! مسلمانوں کو لے کر کسی دشوار گزار اور تکلیف دہ راستے سے ہرگز سفر نہ کرنا، جس سے وہ تکلیف و اذیت میں مبتلا ہو جائیں۔ اس لئے کہ مسلمانوں کا ایک ایک فرد میرے نزدیک ہزار دینار سے بہتر ہے۔ والسلام علیک۔‘‘

حضرت نعمان بن مقرنؓ کو امیر المومنین کا یہ خط ملا تو وہ اپنے لشکر کو لے کر دشمن کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ انہوں نے سواروں کا ایک دستہ ہراول کے طور پر آگے روانہ کردیا تاکہ وہ راستے میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو دُور کرتا جائے۔ جب سواروں کا یہ دستہ نہاوند کے قریب

پہنچا تو ایک جگہ پہنچ کر ان کے گھوڑے رُک گئے۔ سواروں نے انہیں آگے بڑھانے کی بہتیری کوشش کی، مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ وہ معاملے کی تحقیق کے لئے نیچے اترے، دیکھا تو گھوڑوں کے سُموں میں لوہے کے گوکھرو چبھے ہوئے ہیں، جو کیلوں کے سروں سے مشابہ ہیں۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ ایرانیوں نے زمین پر نہاوند کی طرف جانے والے تمام راستوں میں لوہے کے یہ گوکھرو بکھیر رکھے ہیں تاکہ سواروں اور پیدل چلنے والوں کو نہاوند تک پہنچنے سے باز رکھیں۔

سواروں نے اس صورت حال سے حضرت نعمان بن مقرن کو آگاہ کیا اور ان سے خواہش کی کہ وہ اس سلسلے میں انہیں اپنی رائے سے مستفید فرمائیں۔ حضرت نعمانؓ نے انہیں حکم بھیجا کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں اور رات کے وقت آگ روشن کریں تاکہ دشمن انہیں دیکھ لیں، اس کے بعد بظاہر دشمن سے خوف زدگی کا اظہار کرتے ہوئے پسپائی اختیار کریں تاکہ دشمن ان پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھیں اور لوہے کے جو گوکھرو انہوں نے بکھیر رکھے ہیں ان سے راستوں کو صاف کرادیں۔

حضرت نعمانؓ کی یہ تدبیر کامیاب ثابت ہوئی۔ ایرانیوں نے جیسے ہی یہ دیکھا کہ مسلمانوں کا یہ ہراول دستہ ان کے سامنے سے شکست کھا کر پسپا ہو رہا ہے تو انہوں نے اپنے آدمیوں کو ان راستوں کی صفائی کرنے کے لئے بھیج دیا اور انہوں نے جھاڑو دے کر تمام راستوں کو ان گوکھرؤں سے صاف کردیا۔ اس کے بعد مسلمان سوار تیزی سے مڑے اور تمام راستوں پر قابض ہوگئے۔

حضرت نعمانؓ بن مقرن اپنی فوج کے ساتھ نہاوند کے بالائی حصے کی طرف خیمہ زن ہوگئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ دشمن پر اس کی بے خبری کے عالم میں اچانک حملہ کیا جائے۔ اس لئے انہوں نے اپنے فوجیوں سے فرمایا کہ: ''میں تین تکبیریں کہوں گا، جب میں پہلی تکبیر کہوں تو جو شخص تیار نہ ہو وہ تیار ہوجائے۔ جب دوسری تکبیر کہوں تو تم میں سے ہر شخص اپنی اپنی تلوار بے نیام کرلے اور تیسری تکبیر کہتے ہی میں ان دشمنانِ خدا پر حملہ کردوں گا۔ اسی وقت تم لوگ بھی میرے ساتھ حملہ کردینا۔''

حضرت نعمان بن مقرنؓ نے پے در پے تین تکبیریں کہیں اور آخری تکبیر کے ساتھ ہی وہ ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمن کی صفوں پر جھپٹ پڑے۔ ان کے پیچھے ہی مسلمانوں کا لشکر بھی سیلاب کی سی تیزی کے ساتھ بڑھتا اور پھیلتا چلا گیا اور پھر دونوں فوجیں باہم ٹکرائیں، ان کے درمیان جنگ کی چکی تیزی کے ساتھ چلنے لگی اور فریقین کے مابین ایسا خونریز اور ہلاکت آفریں معرکہ چھڑ گیا جس کی مثال جنگوں کی تاریخ میں بہت کم گزری ہوگی۔ آخر کار ایرانیوں کا لشکر بُری طرح سے منتشر اور پراگندا ہوگیا۔ میدان نہاوند کے تمام نشیب وفراز ان کے مقتولین کی لاشوں سے پٹ گئے اور ان کا خون تمام گزرگاہوں اور راستوں میں بہنے لگا۔ حضرت نعمان بن مقرن کا گھوڑا اس میں پھسل کر گر پڑا۔ حضرت نعمانؓ بھی گھوڑے سے گرے اور شدید طور پر زخمی ہوگئے اور آخر کار زخموں کی تاب نہ لاکر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے بھائی نے علم اپنے ہاتھ میں سنبھالا اور ان کی لاش کو ایک چادر سے چھپادیا اور ان کی شہادت کو مسلمانوں سے پوشیدہ رکھا۔ جب یہ فتح عظیم اپنے پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی جس کو مسلمانوں نے فتح الفتوح کا نام دیا تھا، تو مظفر ومنصور سپاہ نے اپنے بہادر سپہ سالار حضرت نعمان بن مقرنؓ کے متعلق دریافت کیا، تو ان کے بھائی نے ان کی لاش پر سے چادر اٹھاتے ہوئے کہا: ''یہ ہیں تمہارے امیر! اللہ تعالیٰ نے فتح وکامرانی سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی ہے اور آخر کار انہیں دولتِ شہادت سے نوازا ہے۔'' ☆☆☆

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا سمیع اللہ نے خطبات جمعہ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کا کام تمام عبادات کا خلاصہ ہے۔ اسلام وملک دشمن قوتوں اور ان کے آلہ کاروں کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ آئین کی اسلامی دفعات کے خلاف اپنی مہم جوئی بند کریں۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے امت مسلمہ ہمیشہ حساس رہی ہے، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بارہ سو صحابہ کرامؓ وتابعین نے جام شہادت نوش کیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔ یہ عقیدہ محفوظ ہے تو سارا دین محفوظ ہے، یہ عقیدہ محفوظ ہے تو قرآن محفوظ ہے۔ ختم نبوت کی برکت سے دین اسلام کی تعلیمات محفوظ ہیں، اگر درمیان سے عقیدہ ختم نبوت کو نکال دیا جائے تو نہ دین باقی رہتا ہے نہ دین اسلام کی تعلیمات باقی رہتی ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت پر پورے دین کی عمارت قائم ہے اور اسی میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ پاک فوج کے خلاف مہم جوئی یہودی اور قادیانی ایجنڈا ہے۔ پاک فوج کی وجہ سے ملکی سرحدات محفوظ ہیں۔ مقررین نے کہا کہ ملک وقوم کی شان افواج پاکستان کروڑوں عوام کے ماتھے کا جھومر ہے اور پوری قوم کے دل اپنی بہادر فوج کے ساتھ دھڑکتے ہیں، انہوں نے کہا کہ پاک فوج کے خلاف پروپیگنڈا سراسر ملک دشمن ایجنڈا ہے، جسے کوئی پاکستانی برداشت نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ختم نبوت کی حساسیت

ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ ☆

دوسری قسط

قرآن پاک میں یہ بات واضح ہوگئی کہ جو رشتہ انبیاء کا تھا پہلے اپنی قوموں سے، اب وہ مسلمانوں کا ہوگا دوسرے انسانوں سے۔ لہٰذا اب جو حتمی چیز ہے رہتی دنیا تک کے لیے آخری حوالہ، وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آپ ﷺ کی شریعت محفوظ ہے، آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب محفوظ ہے، اس کتاب کی زبان محفوظ ہے، اس کتاب کی تعبیر وتفسیر محفوظ ہے۔ اس میں ایک ذرہ برابر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اس میں کوئی چیز نہ الجھن کا شکار ہے، نہ تاریکی کا شکار ہے، نہ بھول چوک کا شکار ہوئی ہے، نہ غلط فہمی کا شکار ہوئی ہے۔ لہٰذا اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی ذریعہ حتمی اور قطعی علم کا انسان کے پاس موجود ہے تو وہ دعویٰ نبوت کے دعوے کے مترادف ہوگا۔

دشمنانِ اسلام میں سے بعض نے بڑی ہوش یاری اور عیاری سے کام لیا، جب انہوں نے دیکھا کہ جب مسلمانوں میں کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، چاہے وہ مسیلمہ جیسا بڑا اقبائلی لیڈر ہو۔ ایک چھوٹا سا واقعہ سنیے اور اندازہ لگایئے کہ کتنی قبائلی عصبیت مسیلمہ کے حامیوں میں موجود تھی، جب مسیلمہ سے مسلمانوں کی جنگ ہورہی تھی اور جنگ یمامہ کا آپ نے سنا ہوگا کہ شدید ترین جنگوں میں سے تھی۔ اس جنگ میں ایک دن میں ۷۰۰ وہ صحابہ شہید ہوئے تھے جنہوں نے قرآنِ پاک حفظ کیا ہوا تھا۔ قرآن پاک کے حفاظ ایک دن میں ۷۰۰ شہید ہوئے تھے اس جنگ میں۔ اور کئی ہفتے جاری رہی تھی۔ اس زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ جنگ دست بہ دست ہوا کرتی تھی، تو صبح روشنی کے بعد شروع ہوجاتی تھی اور سورج کے ڈوبنے تک دن بھر جاری رہتی تھی۔ رات کو اپنے اپنے کیمپوں میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دن رات کے وقت مسلمان اپنے کیمپ میں چلے گئے اور وہ اپنے کیمپ میں چلے گئے۔ تو مسلمانوں کے کچھ لوگ عشاء کی نماز کے بعد، کھانے کے بعد ٹہلنے کے خیال سے نکلے، جیسے چہل قدمی کے لیے نکلتے ہیں۔ تو ۱۵، ۲۰، ۲۵ آدمیوں کی پارٹی تھی۔ جب وہ نکلی تو انہوں نے دیکھا کہ مسیلمہ کے لشکر میں سے بھی ایک ایسی ہی پارٹی گشت کے لیے نکلی ہے۔ چلتے چلتے ایک صحابیؓ تھے مسلمانوں کے گروہ میں، انہوں نے ایک شخص کو غور سے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارا یہ نام ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں میرا یہ نام ہے، تو اس سے

گوادر میں تحفظ ختم نبوت کے کام کی کارگزاری

گوادر (مولانا عبدالغنی) راقم نے 12 مئی کا جمعہ امیر حمزہ مسجد میں اور 19 مئی کا جمعہ قاسم العلوم کی جامع مسجد میں عقیدہ ختم نبوت پر پڑھایا۔ اس کے بعد گوادر شہر کی مختلف مساجد کے ائمہ و علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئی، حضرت مولانا عبدالحمید انقلابی مدظلہ مہتمم جامعہ مطلع العلوم و امیر جمعیت علمائے اسلام گوادر نے خصوصی سرپرستی اور حوصلہ افزائی فرمائی، گوادر شہر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار مفتی عبداللطیف صاحب، مولانا ریاض صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ کوہ بن، مولانا معاویہ، مفتی اختر گوادری، مولانا اسحاق، مفتی ناصر، مولانا ابراہیم، مولانا رحیم بخش، مولانا انور منور، مولانا محمد کریم، مولانا عبدالکریم، حافظ زبیر، مولانا سعید، مفتی ناصر، حافظ خالد، مولانا عبدالہادی، مولانا زاہد، مولانا تیمور، مفتی سلمان، مولانا تنویر، مولانا شعیب، بھائی عبدالواسع اور بھائی ایوب جماعتی کاموں میں ہر وقت پیش پیش رہے، اللہ ربّ العزت جملہ ساتھیوں کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین ثم آمین!

☆....... سابق جج وفاقی شرعی عدالت، سابق وفاقی وزیر مذہبی امور، سابق پروفیسر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

پوچھا:تم مدینہ آئے تھے؟ تو اس نے کہا: جی آیا تھا۔تم اُس گروپ میں تھے جو بنوحنیفہ کا ۸۰ ارکان پر مشتمل وفد آیا تھا مدینہ میں اسلام قبول کرنے کے لیے؟ اُس نے کہا: ہاں میں ان میں تھا۔انہوں نے پوچھا: تم نے اسلام قبول نہیں کیا تھا؟ تو اس نے کہا: ہاں قبول کیا تھا۔تو انہوں نے کہا: اب تمہیں کوئی شک ہوگیا ہے اسلام کے بارے میں؟ تو اس نے کہا: نہیں، کوئی شک نہیں ہوا، یہ مسیلمہ کے گروہ کا ایک شخص کہہ رہا ہے۔تو انہوں نے کہا کہ کیا تمہیں اس میں کوئی تأمل ہے کہ رسول اللہ ﷺ واقعی اللہ کے رسول یا نبی تھے؟ اس نے کہا: نہیں، مجھے کوئی تامل نہیں، پھر تمہیں کوئی شک ہے کہ مسیلمہ جھوٹا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، مجھے مسیلمہ کے جھوٹا ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔پھر انہوں نے حیرت سے پوچھا کہ پھر تم کیوں آئے ہو؟

یہ بات ذہن میں رکھیے گا کہ عرب میں جو قبائل تھے، جو سینٹرل عربیہ میں تھے، پرانے جغرافیہ میں عرب کا جغرافیہ روایتی طور پر ۵،۶ حصوں میں تقسیم رہا ہے۔یمن جنوب مغرب میں، حجاز سمندر کے ساتھ ساتھ لمبی پٹی، گویا جدہ سے لے کر مکہ، طائف اور آگے مدینہ تک یہ حجاز، اور درمیان میں ایک اور چوڑی سی لمبی پٹی تہامہ اور پھر نجد۔ یہ علاقے تھے، تو اس درمیانی علاقے نجد، تہامہ اور حجاز میں جو قبائل رہتے تھے یہ دو بڑے گروپوں میں تقسیم تھے نسلی اعتبار سے۔ایک مضری قبائل کہلاتے تھے اور ایک ربیعی قبائل کہلاتے تھے اور ان میں قبائلی عصبیت بھی موجود تھی۔تو اس شخص نے جو مسیلمہ کے ساتھ تھا، اس نے تسلیم کیا کہ مجھے کوئی شک نہیں رسول اللہ ﷺ کے سچا ہونے میں اور مسیلمہ کے جھوٹا ہونے میں۔ اس نے جواب دیا کہ میرے نزدیک ربیعہ کا جھوٹا مضر کے سچے سے بہتر ہے۔اس قبائلی عصبیت کے ساتھ اُس نے یہ شروع کیا تھا، لیکن صحابہ کرامؓ نے بلا تأمل اور بلا تردد اس کے خلاف جنگ کی اور اس کو کیفر کردار تک پہنچایا۔جب لوگوں نے یہ دیکھا آگے چل کر کہ اتنا بڑا لیڈر بھی اتنے فالورز اور اتنی ساری عصبیت کے باوجود مقبول نہیں ہوسکا، کامیاب نہیں ہوسکا تو کوئی اور راستہ اختیار کرنا چاہیے۔تو لوگوں نے مختلف راستے اپنائے، جن میں سے ایک راستہ نسبتاً جس میں لوگوں کو کچھ دن پنپنے کا موقع ملا تو وہ یہ تھا کہ نبوت کا لفظ استعمال نہ کیا جائے، نبی یا رسول نہ کہا جائے بلکہ دوسری اسلامی اصطلاحات استعمال کی جائیں۔

کسی نے کہا: میں مہدی ہوں، کسی نے کہا: میں مجدد ہوں۔کسی نے کہا: میں کچھ ہوں، کچھ ہوں۔طرح طرح کے دعوے کیے لیکن ان لفظی دعووں سے ظاہر ہے اگر کوئی کہے گا کہ میں مجدد ہوں تو آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ غلط ہے لیکن اس کو غیر مسلم نہیں کہیں گے۔ وہ مہدی ہونے کا دعویٰ کرے تو آپ یہ تو کہیں گے کہ یہ غلط ہے، بے وقوف ہے یا اس کا دماغ خراب ہے لیکن اسے غیر مسلم نہیں کہیں گے۔ اس سے فائدہ اُٹھانے کے لیے لوگوں نے دعوے کیے۔لیکن نبوت کا دعویٰ کیے بغیر جو نبی کے اوصاف ہیں یا جو نبی کی صفات ہیں وہ سب انہوں نے اپنے اندر ثابت کرنی چاہیں اور اُس کا دعویٰ کیا۔

مثلاً یہ دعویٰ کیا کہ ہم پر وحی آتی ہے۔ وحی تو نبی پر آتی ہے، کسی اور پہ تو نہیں آتی۔ یا یہ دعویٰ کیا کہ میری جو تعلیم ہے یہ لوگوں پر واجب التعمیل ہے، مثلاً یہ دعویٰ کیا کہ یہ قطعی ہے، تو متکلمینِ اسلام نے اور فقہائے اسلام نے اس صورتِ حال پر غور کیا اور بالاتفاق یہ مسلمانوں میں طے ہے کہ اگر کوئی شخص ان صفات کا دعویٰ کرے جو خاص ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ تو سمجھا جائے گا کہ اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے ساتھ کیا جائے گا۔

انبیاء علیہم السلام میں کیا چیزیں خاص ہیں؟ انبیاء علیہم السلام پر وحی آتی ہے، غیر پیغمبر پر وحی نہیں آتی نمبر ایک۔اور نمبر دو: انبیاء علیہم السلام کو جو علم حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ قطعی اور یقینی ہوتا ہے، کسی اور کا علم قطعی اور یقینی نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی

ABS
ESTD 1880
سوسال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

قطعی علم، کوئی قطعی حکم، کوئی قطعی نواہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے بغیر کسی انسان تک نہیں آتی۔ ایک تو قطعی اور یقینی علم یہ ہے کہ بجلی کے کرنٹ سے آدمی کو نقصان ہوتا ہے۔ اس کے لیے تو مسلمان یا غیر مسلم بلکہ پڑھا لکھا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ ایک دفعہ بجلی کی ننگی تار کو ہاتھ لگا کر دیکھ لیں تو پتا چل جائے گا کہ نقصان ہوتا ہے، قطعی اور یقینی علم حاصل ہو جائے گا ایک مرتبہ ہاتھ لگانے سے، یہ مراد نہیں ہے، جو چیز تجربے اور مشاہدے کی ہے وہ اس میں شامل نہیں ہے۔ وہ حقائق جو انسان تجربے اور مشاہدے سے حاصل نہیں کر سکتا اور جو معاملات غیبیات سے تعلق رکھتے ہیں، جو عبادات سے تعلق رکھتے ہیں، جو تعلق مع اللہ سے تعلق رکھتے ہیں، اگر کوئی انسان یہ دعویٰ کرے کہ نبی کے وسیلے کے بغیر اس کو حاصل ہو گئے تو یہ نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور ایسا دعویٰ کرنے والا دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہے، کوئی بے وقوفی سے کرے، یا گل پن سے کرے، وہ جانے اور اُس کا اللہ جانے۔ عقل کی کیفیت اللہ کو معلوم ہے، ہم نہیں جانتے، لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ فقہائے اسلام نے اور متکلمینِ اسلام نے طے کیا۔

اور پھر ماضی میں اس طرح کا دعویٰ کرنے والوں کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ کیا گیا، اس میں کوئی نرمی نہیں کی گئی۔ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس میں اتنی شدت کی کیا بات ہے؟ اتنی اس میں غیر معمولی سختی کی کیا بات ہے؟ تو اس میں غیر معمولی سختی ہی کی ضرورت ہے۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جو اُمت کی اساس ہے۔ ابھی میں نے عرض کیا شروع میں کہ اُمت کی اساس پیغمبر پر ایمان ہے، توحید پر یا روزِ آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ توحید پر ایمان تو اوروں کا بھی ہے، آخرت پر ایمان اوروں کا بھی ہے، لیکن نبی پر ایمان ، پیغمبر پر ایمان، رسول پر ایمان اساس ہے جس کی بنیاد پر ایک الگ اُمت بنتی ہے۔ لہٰذا جو کسی اور پر ایمان لائے وہ الگ اُمت ہوگا۔ اور جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حتمی اور قطعی اور آخری حوالہ نہیں مانتا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ایک بڑی بات تو یہ ہے۔

دوسری بڑی بات یہ ہے کہ قرآنِ کریم میں جا بجا اس اُمت کو کہا گیا کہ ان ھٰذہٖ اُمتکم اُمۃ واحدۃ۔ اِن بلا شک وشبہ، ان کا لفظ عربی میں تاکید کے لیے آتا ہے، بلا شک وشبہ تمہاری یہ اُمت، امتکم ھٰذہٖ، تمہاری یہ اُمت۔ تاکید اور وضاحت کے لیے انتہائی صراحت کے جو الفاظ ہیں وہ استعمال کیے گئے ہیں، اُمۃ واحدۃ ایک اُمت ہے وانا ربکم فاعبدون اور میں تمہارا ایک رب ہوں، لہٰذا تم سب مل کر میری عبادت کرو۔ گویا رب ایک ہے اور رب کے ایک ہونے میں کوئی شک نہیں، اسی طرح اُمت بھی ایک ہے اور اُمت کے ایک ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔ جب اُمت ایک ہوگی تو اُمت کا نبی بھی ایک ہوگا، ایک اُمت میں دو نبی نہیں ہو سکتے۔ ایک سے زائد حوالے نہیں ہو سکتے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ آپ میں سے ہر ایک کے بہن بھائی ہیں، چچا بھی ہیں، ماموں بھی ہیں، دادا بھی ہیں، دادی بھی ہوں گی، نانا ہوں گے، نانی بھی ہوں گے۔ ان میں سے بعض کے ساتھ آپ کو پیار ہے، چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ، بھانجیوں کے ساتھ، بھتیجوں کے ساتھ۔ برابر والوں سے محبت ہے، بھائیوں سے بہنوں سے، جو بڑے ہیں اُن کا بہت احترام ہے دل میں، عقیدت ہے۔ باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، ماموں، خالہ۔ ایک پورا سسٹم آپ کا سوسائٹی کا قائم ہے۔ پورا سسٹم کس بنیاد پر قائم ہے؟ لوگ عقل کا بڑا ذکر کرتے ہیں۔ آپ آئندہ سنیں گے ساری زندگی عقل کا بڑا چرچا۔ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے:

اے بادِ صبا از من گوئے بہ دانائے فرنگ
عقل تا بال کشود گرفتار کرد

''اے بادِ صبا! میری طرف سے فرنگستان کے داناؤں کو، عقل مندوں کو یہ بات جا کر کہہ دے کہ عقل جتنی بال کی کھال نکالتی ہے، اُتنی ہی اُلجھتی چلی جاتی ہے۔''

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

عقل کا ایک خاص دائرہ ہے،اس سے آگے عقل نہیں جاتی۔ عقل کا دائرہ جیسے کمپیوٹر کا ہے، اُسی طرح کا ہے۔ یہ کمپیوٹر ہے۔ کمپیوٹر انسانی عقل کو ہی سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے۔ آپ دنیا کا اچھے سے اچھا کمپیوٹر لاکر یہاں رکھ دیں کمرے میں اور اُس کو کچھ فیڈ نہ کریں، کوئی اُس میں سافٹ ویئر انسٹال نہ ہو، اُس سے سمپل باتیں پوچھیں، کچھ نہیں بتائے گا آپ کو۔ بہترین سے بہترین کمپیوٹر غلط فیڈ کریں گے تو غلط جواب دے گا، صحیح فیڈ کریں گے تو صحیح جواب دے گا۔ لہٰذا اس کمپیوٹر کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ فیصلہ اُس فیڈنگ کی بنیاد پر ہوگا جو اس میں کی گئی ہے۔ جو فیڈنگ اس میں ہوئی ہے وہ کیا ہے؟ وہ ہے اصل۔ قرآن پاک اُس بنیاد پر توجہ دیتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ پہلے یہ دیکھو۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ، ہر ایک کے پاس ہے، کسی کے پاس اچھا ہے، کسی کے پاس برا، کسی کے پاس کمزور ہے، کسی کے پاس طاقت ور ہے۔ لیکن اصل چیز جو اس میں دی جانے والی ہے اُس پر زور ہے۔ لہٰذا عقل کا دائرۂ کار محدود ہے، اس پر زیادہ توجہ نہ دیجیے گا۔ آئندہ بہت لوگ کہیں گے: عقل عقل۔ عقل کا دائرہ محدود سمجھیے گا۔ بہت سے معاملات ایسے ہیں کہ انسان عقل کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کرتا۔ اکثر و بیشتر معاملات میں عقل کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کرتا، دل کی بنیاد پر کرتا ہے۔ بحیثیتِ مجموعی اس کا ضمیر، اُس کا دل اور عمومی طور پر اس کا پورا وجود ایک چیز کی گواہی دیتا ہے کہ یہ ایسی ہے۔ اس کی کوئی عقلی دلیل نہیں ہوتی لیکن انسان اس کو عمومی طور پر اپنے ضمیر، دل اور وجود کی گواہی سے مانتا ہے۔ یہ ذہن میں رکھیے گا بات۔ آپ کو اپنے چھوٹے بھائی سے محبت کیوں ہے؟ بڑے بھائی سے محبت کیوں ہے؟ کوئی عقلی دلیل آپ دے سکتے ہیں کہ آپ کے بڑے بھائی واقعی آپ کے بڑے بھائی ہیں؟ آپ کہہ سکتے ہیں: جی گواہی۔ روز ہزاروں گواہ ایسے آتے ہیں جو جھوٹے ہوتے ہیں۔ ہر تیسرا آدمی جھوٹی گواہی دینے کے لیے تیار ہے ملک میں۔ گواہی سے تو کچھ نہیں ہوتا۔ ابا کے ابا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ گواہی سے نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ صرف ایک گواہی کی بنیاد پر ہے۔ بڑے بھائی کو بڑا بھائی ماننا صرف ایک چیز پر ہے کہ آپ کو یہ یقین ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ سچی اور باکردار خاتون

دکھی انسانیت کے نام

میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذا کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی پیچش ہوں اور تکے کباب روسٹ بروسٹ وغیرہ کھائے جائیں اور پھر شفاء کی اُمید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تیزابیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نزلہ زکام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب ونظر کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی وغیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں ۔طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں 3 ایوارڈ اور ایک تعریفی سند حاصل کر چکا ہوں مرکزی سرپرست متحدہ حکمائ محاذ پاکستان ہوں ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے

خصوصی نوٹ: 1: مشورہ فیس مبلغ 500 روپے 2: معائینہ فیس مبلق 1000 روپے

3: مبلغ چھ صد روپے بھیج کر میری کتاب نظریہ مفرد اعضاء منگوا کر علاج بالغذا۔ علاج بالدوا پر عمل کریں انشاء اللہ شفا ہوگی

4: ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں

بے خوابی	ضعف بصر	مونہہ سے بدبو	تپ دق	بھوک بند ہونا	بھگندر	تقطیر البول	وجع المفاصل	تشنج وکزاز	موٹاپا	سانس پھولنا	بے اولادی	خاموش جنون	اماس	عدم انتشار	ہیموفیلیا
نسیان	بند نزلہ	رال ٹپکنا	ٹی بی	السر	گیس	سلسل البول	تحجر المفاصل	مہرے ہل جانا	دبلا پن	تریاق نشہ	اسقاط	اعضائ کا سُن ہونا	استسقاء	پس سیل	کمی جراثیم
مرگی	کیرا	لکنت	کولسٹرول	دائمی قبض	یورک ایسڈ	بول بستری	گینٹھیا	الرجی	بال گرنا	اٹھرا	اولادِ نرینہ	فالج	اعصابی کمزوری	بریسٹ کینسر	ایزوسپرمیا
رعشہ	ناک کی ہڈی کا بڑھنا	گلھڑ	دل کا دورہ	سنگرہنی	پتھری	بواسیر	عرق النساء	برص	بال سفید ہونا	ہسٹریا	سوکڑا	بلڈ پریشر	جسمانی کمزوری	لیوکیمیا	عنانت
ٹینشن	مونہہ کے چھالے	دمہ	دل کے وال بند ہونا	اپنڈکس	شوگر	سوزاک	کمر درد	رسولیاں	کمی خون	ٹیوبز کا بند ہونا	تلخ جنون	ہیپاٹائٹس	کجی لاغری کوتاہی	تھیلاسیمیا	سدا جوانی

حکیم حاجی عبد الکریم بھٹی
0321-7545119
0345-7545119
ہر قسم کی رقم پہلے بھیجیں۔ مس کال نہیں کال کیجئے
یو بی ایل مکمل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0341232584961
موبی کیش اکاؤنٹ نمبر
0321-7545119
ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
0345-7545119
لاہور اوکاڑہ روڈ حبیب آباد ضلع قصور

ہے، ان کے سچے اور باکردار ہونے پر اعتماد ہے۔ یہ لفظ بھی ذہن میں رکھیے گا سچا اور باکردار۔ اُن کے سچے اور باکردار ہونے پر یقین ہے، لہٰذا جس کو وہ کہیں گی کہ یہ تمہارے ابا ہیں تو ابا ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ والدہ کو تو آپ سچا اور باکردار مانیں، لیکن میں اس کو ابا نہیں مانتا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ جو وہ کہیں گی وہ ماننا پڑے گا بلاچون وچرا۔ آپ اماں سے کہیں کہ اماں دلیل دیں کہ یہ میرے ابا ہیں! تو پاگل آدمی ہی یہ بات کہہ سکتا ہے، وہ پاگل ہی ہوگا جو یہ بات کہے گا۔ جس دن والدہ کو والدہ مان لیا، اُس دن اُن کی ہر بات بلاچون و چرا، بلادلیل کے ماننی پڑے گی۔ بغیر دلیل کے مانیں گے تو کامیاب رہے گا خاندان۔ جس دن دلیل طلب کرلی، اُس دن یا تو آپ کا مقام پاگل خانے ہوگا یا خاندان سے باہر ہوگا۔ جیسے ماں خاندان کی بنیاد ہے، اسی طرح پیغمبر اُمت کی بنیاد ہیں۔ جس دن پیغمبر کو یہ تسلیم کرلیا کہ وہ اُمت کی بنیاد ہیں، اُس دن اُن کی ہر بات بلاچون و چرا تسلیم کرنی پڑے گی۔

علامہ اقبالؒ نے کہا:

نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقین

جیسے پرکار کا ایک نقطہ ہوتا ہے باریک، تو پوری کائنات بھی اسی طرح چل رہی ہے۔ جیسے پرکار کے ایک نقطے پر سوئی رکھی ہوتی ہے اور پورا پرکار چل رہا ہوتا ہے تو جو ایمان اور یقین ہے مردِ خدا کا، وہ اس نقطۂ پرکارِ حق پر ہے۔

نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقین
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

باقی ہر چیز جھوٹی ہوسکتی ہے، مجازی ہوسکتی ہے، طلسم ہوسکتی ہے۔ وہ یقین جو نقطۂ پرکار ہے، وہ ہٹ گیا تو پرکار کا سارا دائرہ ختم ہوگیا۔ پرکار کا دائرہ جبھی بن سکتا ہے جب ایک نقطے پر سوئی رکھی ہو۔ اور وہ نقطہ ہے پیغمبر کی ذات پر ایمان۔ لہٰذا سچائی اور کردار، پیغمبر کا لقب کیا تھا اسلام سے پہلے؟ صادق و امین۔ اصل چیز ہے سچائی اور کردار، ماں کی سچائی اور کردار پر ایمان ہوتا ہے اور بلاتامل یقین ہوتا ہے۔ کسی دلیل کے بغیر یقین ہوتا ہے تو خاندان کی بنیاد وابستہ رہتی ہے، خاندان متحد رہتا ہے، جس دن ماں کے کردار یا سچائی پر شک ہوگا، خاندان ختم ہوجائے گا، اسی لمحے جیسے بلبلہ بیٹھ جاتا ہے، خاندان بیٹھ جائے گا۔

پیغمبر کی سچائی اور کردار پر، صدق و امانت پر اعتبار جب تک رہے گا، پوری اُمت قائم رہے گی۔ جس لمحے یہ خدانخواستہ متزلزل ہوگیا، اُمت کا وجود ختم ہوجائے گا۔ امام رازیؒ بہت بڑے فلسفی تھے، اسلام کی پوری تاریخ میں جو نمایاں ترین نمونہ ہے عقلیات کا، وہ امام رازی کی ذات کو مانا جاتا ہے۔ اقبال نے ایک جگہ کہا ہے:

تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کُشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

(جاری ہے)

حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا تین روزہ تبلیغی دورہ حیدرآباد ڈویژن

حیدرآباد.... حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۱۱ تا ۱۳رمئی ۲۰۲۳ء بروز جمعرات تا ہفتہ تین روزہ تبلیغی دورے پر حیدرآباد تشریف لائے۔ آپ نے مختلف مقامات پر عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر بیانات کیے، جس کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

۱۱رمئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد بلال سندھ یونیورسٹی کالونی، بعد نماز عشاء جامع مسجد مہران سوسائٹی ضلع جامشورو میں بیانات ہوئے۔ حضرت مولانا محمد عاصم جلال پوری صاحب سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹری ضلع جامشورو، حضرت مولانا عبدالمجید ہالیجوی صاحب نگران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹری ضلع جامشورو بھی ساتھ تھے۔

۱۲رمئی بروز جمعۃ المبارک خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد دارالعلوم کوٹری شہر میں ارشاد فرمایا۔ ۱۳رمئی بروز ہفتہ صبح ۱۱ بجے جامعہ محمودیہ ضلع ٹنڈو الٰہیار میں طلبائے کرام سے تربیتی نشست بسلسلہ تحفظ ختم نبوت میں گفتگو فرمائی، جس میں حضرت مولانا راشد محبوب صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو الٰہیار، مفتی محمد عرفان صاحب، مفتی محمود ذوالفقار صاحب، مفتی مجیب الرحمٰن صاحب و دیگر علمائے کرام نے شرکت کی، بعدازاں نماز عصر جامع مسجد نورشی گھاٹ، بعد نماز مغرب جامع مسجد سراج نائن کاپڑ، بعد نماز عشاء جامع محمدی مسجد گنوشالہ میں بیانات ہوئے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے بیانات میں عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ جڑ کر عملی طور پر تحفظ ختم نبوت کے عظیم کام کے لئے ترغیب دی۔ حضرت مولانا محمد آفاق صاحب، حضرت مولانا محمد فیضان صاحب بھی ساتھ تھے۔

مجلس منتظمہ (عاملہ) کا اجلاس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس منتظمہ کا اجلاس ۲۶/اپریل ۲۰۲۳ء کو قبل از نمازِ ظہر دفتر مرکزیہ ملتان میں مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت مولانا قاضی احسان احمد نے حاصل کی۔ مرکزی مجلس منتظمہ نے فیصلہ کیا کہ مولانا محمد نعیم ضلع بھکر، لیہ اور کوٹ ادو کے مبلغ ہوں گے۔ جب کہ ان علاقوں کے سابق مبلغ مولانا محمد ساجد سلمہ، خوشاب اور میانوالی میں خدمات سرانجام دیں گے۔ نیز منتظمہ نے فیصلہ کیا کہ بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ پر دو مرتبہ فالج کا اٹیک ہوچکا ہے۔ جس کی وجہ سے انہیں معاون دینے کا فیصلہ کیا گیا کہ مولانا رحمانی مع معاون کے خورونوش کا انتظام خود کریں گے اور کسی پر بوجھ نہیں ہوں گے۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے کہا کہ اب ان کے اکثر پروگرام حلقے سے باہر ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے حلقہ متأثر ہوتا ہے، لہٰذا انہیں ان کی استدعا پر معاون مبلغ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

نیز مولانا راشد مدنی نے تجویز پیش کی کہ اپنے ایک سالہ کورس کے متخصصین جنہیں جماعت میں مبلغ رکھنے کی گنجائش نہ ہو تو انہیں اپنے ضلع میں کہیں نہ کہیں امام، خطیب، مدرس رکھنے کی کوشش کی جائے تو حلقہ میں معاون کا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ ان کی تجویز کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا گیا، بلکہ بھرپور تائید کی گئی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

مولانا عبدالغنی بروہی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں، کراچی کے جماعتی کام میں خوب جڑتے ہیں، اپنے چناب نگر کورس میں تربیت حاصل کرچکے ہیں، قاضی صاحب نے تجویز پیش کی کہ موصوف کو اگر گوادر کا مبلغ رکھ دیا جائے تو گوادر میں کام کے لئے مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ قاضی صاحب کی تجویز کو سراہتے ہوئے کہا گیا کہ گوادر بلوچی زبان بولنے والوں کا علاقہ ہے، موصوف بروہی بلوچ ہیں، گوادر میں کام کرسکتے ہیں۔

کوہاٹ مجلس نے دفتر قائم کیا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ انہیں دفتر کے لئے خادم دیا جائے۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ کوہاٹ مجلس اپنے علاقے سے کسی ساتھی کی تقرری کرلیں تو مجلس مرکزیہ کو اختلاف نہ ہوگا۔ نیز مجلس منتظمہ نے اور بھی کئی انتظامی فیصلے کیے۔

منتظمہ کے اجلاس میں حضرت ناظم اعلیٰ دامت صاحب برکاتہم کے علاوہ مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا مفتی راشد مدنی، مولانا حافظ محمد انس اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔

جامع مسجد خاتم النبیین بودلہ کالونی، شجاع آباد: ۱۹۸۴ء کی بات ہے کہ ہم نے صدیق آباد جلال پور پیر والا روڈ میں ایک کنال زمین مدرسہ کے لئے خریدی تو ہمارے ایک ہمسایہ ملک بشیر احمد کھچی مرحوم نے ہمارے خلاف شفعہ کردیا۔ مرحوم کے وکیل میاں کفایت اللہ بودلہ مرحوم تھے اور ہمارے وکیل جناب غلام مصطفیٰ شیخ ایڈووکیٹ۔ پہلی دوسری پیشی پر سول کورٹ شجاع آباد جانا ہوا تو میاں کفایت اللہ بودلہ مرحوم فرمانے لگے کہ برخوردار! آپ کیا کرتے ہیں؟

راقم نے کہا کہ میں کچھ دینی کتابیں پڑھی ہیں، جامع خیرالمدارس ملتان کے استاذ الحدیث مولانا محمد صدیق (رحمۃ اللہ علیہ) میرے ساتھیوں میں سے ہیں۔ راقم نے جواباً کہا کہ حضرت الشیخ جو آپ کے کچھ اسباق میں ساتھی ہیں تو بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ حضرت الشیخ میرے استاذ ہیں۔ اس طرح ان سے ایک تعلق قائم ہوا۔ آگے چل کر انہوں نے خود کہا کہ ہماری بودلہ برادری میں کچھ قادیانی بھی ہیں۔ آپ وعدہ کریں کہ سال میں کم از کم ایک جمعہ آپ بودلہ کالونی کی جامع مسجد میں پڑھائیں گے۔ تقریباً پینتیس سال سے یہ وعدہ نبھا رہا ہوں۔ میاں کفایت اللہ مرحوم کی

وفات کے بعد میاں لطف الرحمٰن بودلہ ایفائے عہد کی طرف متوجہ فرمادیتے۔ میاں لطف الرحمٰن بھی عالم آخرت کی طرف روانہ ہوگئے، اسی فیملی میں مولانا محمد شعیب بودلہ نوجوان عالم دین ہیں۔ ان سے رابطہ رہتا ہے۔ ۲۱/اپریل جمعۃ المبارک جو رمضان المبارک کا جمعۃ الوداع تھا اور رمضان المبارک کی تیس تاریخ جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد خاتم النبیین بودلہ کالونی شجاع آباد میں دیا۔

عیدالفطر کا خطبہ: عیدالفطر کا خطبہ راقم نے جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰؓ مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ میں دیا۔ جس کے بانی والد محترم الحاج میاں عبدالخالقؒ تھے۔ تقریباً دس سال فرزندی قاری ابوبکر صدیق نظم سنبھالے رکھا۔ اب مدرسہ کے مہتمم قاری علی حیدر سلمہ اور خطیب مولانا محمد صدیق ہیں، ان کی استدعا پر راقم نے عیدالفطر کا خطبہ جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰ صدیق آباد میں دیا۔

جامع مسجد ربانی جلال پور پیروالا میں خطبہ جمعہ: مجلس احرار اسلام کے ایک کارکن حاجی غلام قادر بازدار جلال پور پیروالا ضلع ملتان تھے۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاں قیام فرماتے۔ مرحوم کے ایک فرزند مرید حسین تھے المعروف مولانا حسین احمدؒ انہوں نے جلال پور پیروالا میں ایک ادارہ جامعہ رحمانیہ کے نام سے قائم کیا، جس کے تمام تر انتظامات شوریٰ کے سپرد تھے۔ جامعہ کی شوریٰ کے رکن بلکہ ناظم اعلیٰ حافظ غلام نبی علویؒ تھے۔ انہوں نے بازار موچیاں جلال پور میں جامع مسجد ربانی کے نام سے مسجد قائم کی۔ مولانا حسین احمد بازدار تاحیات اس کے خطیب رہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جلال پور پیروالا کے امیر جبکہ حافظ غلام نبی علویؒ ناظم اعلیٰ۔ ۱۹۸۰ء اور ۱۹۹۰ء کے درمیان راقم بہاولپور میں مبلغ تھا۔ مولانا حسین احمدؒ نے حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو خط لکھا کہ عیدالفطر کے بعد والے پہلے جمعہ کے لئے کوئی مبلغ بھیجیں تو حضرت مولانا نے راقم کی ڈیوٹی لگائی۔ اگلے سال پھر مولانا حسین احمدؒ نے میرے متعلق تقاضا فرمایا تو الحمدللہ! پینتیس سال سے عیدالفطر کے بعد والا جمعہ کا خطبہ راقم جلال پور پیروالا میں دیتا ہے۔ مولانا حسین احمدؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا پروفیسر عبدالشکور مدظلہ جامعہ رحمانیہ کے مہتمم اور جامع مسجد ربانی کے خطیب، حافظ غلام نبیؒ کی وفات کے بعد حافظ صاحبؒ کے فرزند ارجمند حافظ عبدالشکور علوی مدظلہ جامع مسجد ربانی کے متولی ہیں۔ موخرالذکر خطیب و متولی کے دور میں جامع مسجد ربانی کی تعمیر جدید ہوئی جو بہت ہی خوبصورت اور اہل حق کا مرکز ہے، تو حسب معمول ۲۸/اپریل کے جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد ربانی میں دیا۔

☆☆ .... ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، حیدرآباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پریٹ آباد (حیدرآباد) میں ۱۲/مئی بروز جمعہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ کانفرنس مولانا ڈاکٹر سیف الرحمٰن آرائیں کی زیر سرپرستی اور مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے جملہ انتظامات کی نگرانی ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد ابرار شریف اور بھائی محمد اقبال نیاز آرائیں نے کی۔ اس عظیم الشان کانفرنس سے مجلس کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد رضوان قاسمی اور جے یو آئی کے مرکزی راہنما اور سابق رکن اسمبلی کے پی کے مولانا مفتی کفایت اللہ اور مرکزی راہنما حضرت مولانا محمد رفیق جامی آف فیصل آباد نے خطاب کیا، جبکہ مقامی ایم پی اے ناصر صاحب نے بھی خصوصی دعوت پر شرکت کی۔ علاوہ ازیں کانفرنس میں جے یو آئی راہنما مولانا تاج محمد ناہیوں، اعظم جہانگیری، محمد خالد دھارا، مولانا غلام محمد سومرو، مفتی محمد عرفان، قاری کامران احمد، قاری خالد محمود، حافظ ارمان چوہان کے علاوہ دینی مدارس و جامعات کے مہتممین، ائمہ مساجد و خطبا اور شہر کے علمائے کرام نے اپنے خطابات میں مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی اور گوہر شاہی فتنہ کی ارتدادی سرگرمیوں اور حکومتی اداروں کی طرف سے قادیانیت نوازی اور شعائر اسلام کی توہین جیسے عنوانات پر روشنی ڈالی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانی ٹولہ ملک و ملت اور آئین کا غدار ہے، ان پر آئین شکنی کی سزائیں لاگو کی جائیں اور ان کی ارتدادی اور ملک دشمن سرگرمیوں پر فوراً پابندی عائد کی جائے۔ کانفرنس کے میزبان محمد اقبال نیاز کی طرف سے کانفرنس کے مہمان خصوصی اور معززین کے اعزاز میں ایک پُرتکلف عشائیہ کا بھی اہتمام کیا گیا اور مہمان خصوصی کو اجرکوں کے تحائف پیش کیے گئے۔

مولانا سعید الرحمٰن بہاولپوری کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

الحاج محمد ذکراللہ ارائیں فیملی سے تعلق رکھتے تھے اور جالندھر سے مہاجر ہوکر آئے اور بہاول پور چوک شہزادی میں بان رسہ کی دکان چلاتے رہے۔ دکان داری پر دین داری غالب تھی۔ اللہ پاک نے انہیں دو بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ بڑے بیٹے مولانا سعید الرحمٰنؒ اور چھوٹے بیٹے محمد ادریسؒ تھے۔ موخرالذکر حافظ محمد صالحؒ چک نمبر ۸ ڈی این بی کے داماد تھے۔ حاجی صاحب کی زندگی میں داغ مفارقت دے گئے۔ مولانا سعید الرحمٰن کو دینی تعلیم کے لئے وقف کردیا۔ ایک زمانہ میں جامعہ عباسیہ بہاول پور کا طوطی بولتا تھا۔ بہاول پور کے جید علمائے کرام مولانا محمد صادقؒ، مولانا محمد فاروق انصاریؒ، علامہ سید شمس الحق افغانیؒ، مولانا محمد علیؒ، معروف تبلیغی بزرگ مولانا محمد احمد انصاریؒ نسل نو کی دینی و تعلیمی تربیت میں مصروف تھے، جب کہ ان کے سربراہ حضرت مولانا غلام گھوٹویؒ جامعہ عباسیہ کے شیخ الجامعہ تھے۔ معروف بریلوی عالم دین مولانا احمد سعید کاظمیؒ بھی ایک عرصہ تک جامعہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ الحاج محمد ذکراللہؒ نے اپنے فرزند ارجمند مولانا سعید الرحمٰنؒ کو جامعہ عباسیہ میں داخل کرادیا۔ آپ نے ابتدائی اور وسطانی کتابیں جامعہ عباسیہ میں پڑھیں۔ مشکوٰۃ شریف اور دورہ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس میں پڑھا۔ جامعہ کے بانی حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ تھے، تعلیم و تربیت میں ان کے شیخ کا رنگ غالب تھا۔ حضرت علامہ مولانا محمد شریف کشمیریؒ، حضرت علامہ افغانیؒ کے شاگرد رشید، مولانا غلام مصطفیٰ ملتانیؒ، مولانا عتیق الرحمٰن فیروز پوریؒ اور دیگر اساتذۂ کرام جو بانی جامعہ کے چیدہ و چنیدہ تھے، ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ فراغت کے بعد پھر مورث کبیر، مفسر جلیل حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کی خدمت میں دو سال گزارے۔ مذکورہ بالا اساتذۂ کرام نے انہیں کندن بنادیا۔ فراغت کے بعد بہاول پور کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم مدنیہ میں مفت تدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ ابتدائی، وسطانی اور بڑی کتابیں تقریباً ربع صدی تک پڑھاتے رہے۔ وقت کی پابندی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ دارالعلوم مدنیہ کے علاوہ بنات کے معروف دینی ادارہ ”جامعہ ہاشمیہ“ میں بھی تقریباً اتنا ہی عرصہ مفت خدمات سرانجام دیتے رہے۔ فارغ اوقات میں والد محترم کا ہاتھ بٹاتے۔ راقم بھی تقریباً ایک سال بہاول پور میں رہا ہے۔ دونوں باپ بیٹا صف اول اور تکبیر اولیٰ کے نمازی تھے، انہیں کبھی مسبوق نہیں دیکھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے کہ ان کے والد محترم کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور مقامی امیر ہونے کے ناطے مجلس کے زعماء مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے خاندانی تعلق بھی تھا۔ عرصہ دراز تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد الصادق میں یکم سے سولہ رمضان المبارک تک دروس کا سلسلہ ہوتا تھا۔ استاذ محترم مولانا محمد حیاتؒ متوفی ۱۱؍اگست ۱۹۸۰ء، سرائیکی زبان کے رسیلے اور سریلے خطیب مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ متوفی ۱۲؍اگست ۱۹۷۵ء، کئی کئی روز تک بہاول پور میں قیام فرماتے اور رمضان المبارک میں صبح کی نماز کے بعد درس دیتے۔ بعد ازاں مولانا سیّد منظور احمد شاہ متوفی ۱۰؍جون ۲۰۰۱ء، مولانا عبدالرحیم اشعر ۲۲؍مئی ۲۰۰۳ء، مولانا قاضی اللہ یار خان ۱۰؍جنوری ۲۰۰۲ء، مولانا خدا بخش شجاع آبادی ۲۹؍ستمبر ۲۰۰۵ء، کئی کئی روز تک درس دیتے رہے، اول الذکر دو شخصیات کے دروس تو میں نے نہیں دیکھے لیکن بعد میں آنے والے حضرات کے دروس و بیانات کے مناظر دیکھے ہیں۔ الحاج محمد ذکر اللہ، مولانا سعید الرحمٰن شریک درس ہوتے۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم بھی رمضان المبارک کے درسوں میں بیان فرماتے رہے۔ مولانا سعید الرحمٰنؒ کے ساتھ سیکڑوں ملاقاتیں رہیں۔ دنیاداری میں مصروفیت کے باوجود دنیاوی آلائشوں سے دور رہے۔ نپی تلی اور سنجیدہ گفتگو فرماتے، ان کی گفتگو میں کبھی اخلاقیات سے گری ہوئی کوئی بات نہیں سنی۔ شوگر اور دیگر امراض کے مریض چلے آرہے تھے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی! تاآں کہ وقت موعود آن پہنچا، ۹؍فروری ۲۰۲۳ء عشاء کی نماز کے وقت روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اگلے دن ۱۰؍فروری جمعۃ المبارک کے دن صبح دس بجے مرکزی جنازہ گاہ بیرون ختم نبوت (احمد پوری) گیٹ ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے دیرینہ رفیق حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ نے کی اور آپ کو ملکوں شاہ کے مبارک قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اس قبرستان میں بہاول پور کے مایہ ناز علمائے کرام، مشائخ عظام آرام فرما ہیں۔ آپ نے اہلیہ محترمہ کے علاوہ دو بیٹے اور بیٹیاں سوگوار چھوڑے۔ اللہ پاک ان کے حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائیں، آمین یا الٰہ العالمین!

مولانا فاروق حیدر عباسی رحؒ جتوئی، مظفرگڑھ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد یحییٰ عباسی ملک کے نامور خطیب ہیں، جن کی خطابت کی دھاک پورے ملک میں بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا قائم الدین عباسیؒ بھی ملک کے نامور اور صاحب طرز خطیب تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین سے جس پہلی کھیپ نے فاتح قادیان میں مولانا محمد حیاتؒ اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت واہمیت اور قادیانیت کے کفریہ عقائد کو سمجھا، ان میں ایک نام مولانا قائم الدین عباسیؒ کا بھی تھا۔ آپ نے وقتاً فوقتاً تین نکاح کیے، ایک اہلیہ محترمہ کے بطن سے مولانا محمد یحییٰ عباسی مدظلہ ہیں، ابھی آپ دو ڈھائی سال کے تھے کہ والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کا بچپن یتیمی میں گزرا، پڑھ لکھ گئے، دوبئی اور دوسرے ممالک سے کاروباری رابطے جاری کیے، آپ ایک بلدیاتی الیکشن میں کامیاب ہوکر جتوئی تحصیل کے ناظم اور چیئرمین بھی رہے۔ آپ نے شاندار تعلیمی ادارہ دارالعلوم الاسلامیہ کے نام سے، جتوئی شہر سے متصل وسیع وعریض قطعہ اراضی پر خوبصورت مسجد اور دیدہ زیب عمارت کے ساتھ قائم کی ہے۔ اللہ پاک نے آپ کو اولاد نرینہ صالحہ سے سرفراز فرمایا۔

آپ کے فرزندانِ گرامی میں ایک نام مولانا فاروق حیدر عباسی کا بھی ہے، جو جامعہ حبیب المدارس یا کی والی علی پور کے فضلا میں سے تھے۔ ۲۰۱۶ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ دورۂ حدیث شریف کرنے کے بعد والد گرامی کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم الاسلامیہ کے نظم کو سنبھالنے میں والد گرامی کا ہاتھ بٹایا اور خوب بٹایا۔ مولانا محمد یحییٰ عباسی مدظلہ کا اصلاحی تعلق ہمارے مرکزی امیر محترم حضرت اقدس حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم سے ہے۔ گزشتہ سال ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰۲۲ء کے جلسہ دستار بندی اور ختم بخاری شریف پر حضرت الامیر مدظلہم نے فضلا کی دستار بندی کرائی۔ مولانا فاروق حیدر کہنے لگے کہ ہماری بھی دستار بندی کرادی جائے تو مولانا عباسی مدظلہ نے اس تمہید کے ساتھ حضرت والا سے استدعا کی کہ زندگی کا پتا نہیں، حضرت اقدس میرے دونوں بیٹوں مولانا صدیق حیدر عباسی سلمہ، مولانا فاروق حیدر عباسیؒ کی دستار بندی کرادیں۔ حضرت والا نے دونوں فرزندانِ گرامی کی دستار بندی کرائی۔ مولانا عباسی نے اپنے وسیع وعریض بنگلہ کے ساتھ پانچ سات مرلہ کا ایک اور پلاٹ خریدا، خود عمرہ پر تشریف لے گئے، بچوں کو کہہ کر گئے کہ اس پلاٹ میں مٹی کا بھراؤ ڈلوالیں، چونکہ آج کل مشینی دور ہے، کرین کے ساتھ مٹی ٹرالیوں پر ڈالی جاتی ہیں تو اس میں حشرات الارض جو زیر زمین رہائش پذیر ہوتے ہیں وہ بھی ٹرالیوں کے ذریعے متعلقہ پلاٹوں میں آجاتے ہیں۔ ۲۲/ اپریل عیدالفطر تھی، بعدازاں مولانا عباسی کے اور ان کے دامادوں کے ہاں دعوتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مہمانوں کی دیکھ بھال، خدمت میں مصروف ہوگئے۔ مولانا فاروق حیدر نے کہا کہ بہت تھکا ہوا ہوں، مجھے ناشتہ کے لئے بھی نہیں جگانا۔ چنانچہ کافی دیر کے بعد جب دوپہر کا کھانا تیار ہوا تو گھر والوں نے کہا کہ اب انہیں جگادیا جائے تاکہ کھانا ٹھنڈا نہ ہو، تو اٹھانے کے لئے گئے، آوازیں دیں، کوئی جواب نہیں آیا، عباسی صاحب سمجھے کہ شاید بے ہوش ہیں۔ ڈاکٹر نے پیٹ کو دیکھا اور پھر پاؤں کو دیکھا کہ ایک ٹانگ کالی سیاہ ہوچکی ہے اور پاؤں پر سانپ کاٹنے کا زخم بھی ہے۔ کارپٹڈ ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں، سانپ کہاں سے آیا اور اس نے اپنا کام کر دکھایا۔ مولانا فاروق حیدر عباسیؒ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پورے ملک میں پھیل گئی۔ ۲۵/ اپریل ۲۰۲۳ء کو مغرب کی نماز کے بعد معروف عالم دین اور صوفی بزرگ مولانا رشید احمد شاہ جمالی مدظلہ کی امامت میں ہزاروں مسلمانوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی۔ مرحوم کی عمر ۲۷ سال تھی۔ یہ صدمہ یقیناً عباسی خاندان کے لئے بڑا صدمہ ہے۔ نوجوان عالم دین فرزندار جمند کی رحلت پر اللہ پاک انہیں یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے، آمین یا الٰہ العالمین! ☆☆

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com